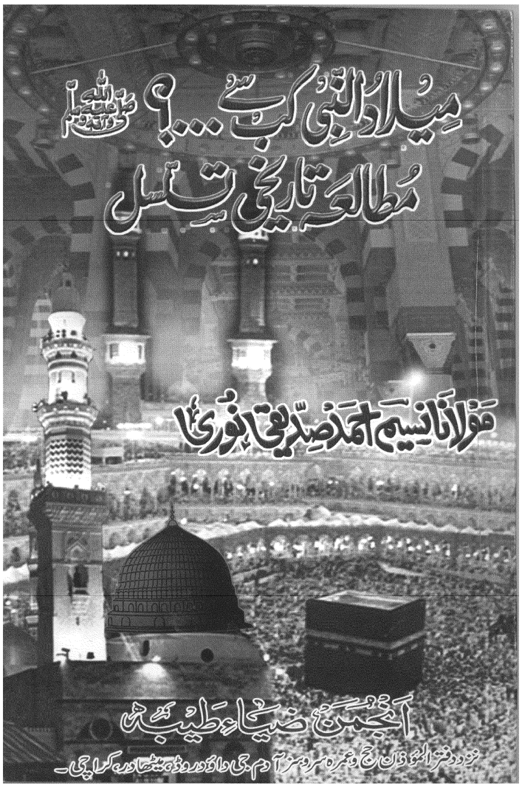

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم وعلیٰ آلہ و صحبہ و ازواجہ اجمعین

باب اول:

اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہٗ وعزاسمہٗ نے کائنات کی تخلیق سے قبل اپنے پیارے محبوب وخلیل، رسول جلیل، تخلیق جمیل کو اظہار ربوبیت کی دلیل قرار دیا ہے۔ اللہ رب العالمین نے فرمایا:

لَوْ لَاکَ لَمَا أَظْهَرْتُ الرَّبُوْبِيَّةِ (۱)

''اے محبوب! اگر تم نہ ہوتے تو میں ہرگز ہرگز اپنی ربوبیت ظاہر نہ فرماتا''

استاذی المحترم شیخ الحدیث حضرت علامہ محمد نصر اللہ خاں مدّ فیوضھم النورانیہ (سابق چیف جسٹس جمہوریہ اسلامی افغانستان) حدیث قدسی کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں،

''اگر ربوبیت کا ظہور نہ ہوتا تو یقیناً مربوبیت بھی نہ ہوتی کوئی شے نہ ہوتی کہ ماسوی اللہ تعالیٰ (ہر شے) اللہ تعالیٰ کے مربوب ہیں۔ خدا کا ظہور اسی نور (یعنی مصطفیٰ ﷺ) کی خاطر ہوا ہے۔ حدیث پاک میں ہے کہ خالق عالم جل مجدہٗ نے اس مقصد تخلیق کو آپ کو مخاطب فرماتے ہوئے یوں بیان فرمایا،

ما خلقت خلقا احب الیّ ولا اکرم لدیّ منک بک اعطی
وبک اخذوبک اثیب وبک اعاقب (۲)

میں نے آپ ﷺ کو محبوبان میں محبوب ترین بنایا ہے آپ ﷺ کو اپنے تمام خلق میں مکرم تر گردانا۔ آپ ﷺ ہی کی خاطر لیتا ہوں اور آپ ﷺ ہی کی خاطر دیتا ہوں، آپ ﷺ ہی کیلئے ثواب سے نوازتا ہوں اور آپ ہی کیلئے

سزاوعقاب دیتا ہوں۔ (۳)

اعلیٰ حضرت نے کیا خوب فرمایا:

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے
(۴)

میلاد شریف کب سے؟

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ منظور احمد فیضی مدظلہٗ العالی فرماتے ہیں،

''میلاد منانے پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے اور اولیاء کی سنت ہے، مفسرین کی سنت ہے محدثین کا طریقہ ہے، اہلبیت نے میلاد منایا، صحابہ کرام نے میلاد منایا، حضور ﷺ نے اپنا میلاد خود بیان فرمایا منبر پر کھڑے ہوکر'' (۵)

''ہر نبی نے حضور کی آمد بیان کی ہے، حضور کی آمد کا پہلا جلسہ خدا نے منعقد کیا، بیان کرنے ولا خدا تھا، سننے والے انبیاء تھے، شمع محفل مصطفیٰ ﷺ تھے، موضوع آمدِ مصطفیٰ ﷺ تھا۔''

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝ (۶)

ترجمہ: اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا کہ جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول جو تمہاری

کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا، فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا؟ اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا؟، سب نے عرض کیا کہ ہم نے اقرار کیا۔ فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہوجاؤ، اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔

(کنزالایمان)

''اس آیت میں حضور ﷺ کی آمد کو رب نے بیان فرمایا ہے انبیاء علیہم السلام کے مجمع میں یہ سنت خداوندی ہے قرآن سے ثابت ہے۔'' (۷)

لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ کا مظہر کب ہوا؟

میلادالنبی ﷺ کے تاریخی تسلسل کا مطالعہ کرتے ہوئے ہم آگے بڑھ کر (یعنی مستقبل) میلاد شریف کی شوکت کو تلاش نہیں کریں گے بلکہ ماضی کے آئینے میں جھانکتے ہوئے پیچھے کی جانب چلیں گے تو ایک سے بڑھ کر ایک عظیم الشان اور وقار و شوکت والی محافل میلاد نظر آتی ہیں۔ اولیاء، اتقیاء، اصفیاء، صلحاء، عرفاء، رُجباء، اور نقبائے امت کی منعقدہ محافل میلاد......اور......انبیائے علیہم السلام کی منعقدہ محافل میلاد......اور جب کچھ نہ تھا تو اللہ تعالیٰ کی منعقد کردہ محفل میلاد شریف جس کی شوکت کا کوئی اندازہ و پیمانہ ہی نہیں۔ (۸)

نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ جل مجدہٗ کی ذات وصفات کے مظہر کامل ہیں۔ وہ اللہ رحمٰن ورحیم جو وحدہٗ لاشریک ہے لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ہے۔ اسی ذات نے اپنے محبوب کو تخلیق فرما کر جب اپنی ربوبیت، الوہیت اور قدوسیت کے اظہار کی دلیل کامل کو اپنا

عارف بنایا اسی وقت سے میلاد کا سلسلہ جاری ہوا، جبکہ اس عمل کے وقت کا تعین کرنا ممکن ہی نہیں۔

آیئے اب ہم جائزہ لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوقات وکائنات کو کیوں پیدا کیا؟ اوران کے ذمے کیا کام لگائے گئے؟

ایک حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

(۱) کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق لأ عرف . (۹)

ترجمہ: میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں تو میں نے پہچان کے واسطے مخلوق کو پیدا کیا۔"

یہی حدیث قدسی کلمات کے معمولی فرق کے ساتھ چار دیگر طریق سے بھی ملتی ہے۔

(۲) کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف فخلقت ھذا الخلق لیعرفونی فیعرفونی" (۱۰)

(ترجمہ) میں پوشیدہ خزانہ تھا میں نے چاہا کہ مجھے پہچانا جائے تو میں نے اس مخلوق کو پیدا کیا، تاکہ وہ مجھے پہچانے، پس اس نے مجھے پہچانا۔

(۳) کنت کنزا لا أعرف فخلق خلقًا فعرفتھم بی فعرفونی (۱۱)

ترجمہ: میں خزانہ تھا مجھے کوئی نہیں پہچانتا تھا، پس مخلوق کو پیدا کیا تو میں نے اپنی پہچان ان کو کرائی تو انہوں نے مجھے پہچان لیا۔

(۴) کنت کنزالم اعرف فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق و

تعرفت الیھم فعرفونی (۱۲)

(ترجمہ) میں خزانہ تھا، مجھے کوئی نہیں پہچانتا تھا میں نے پسند کیا کہ مجھے پہچانا جائے سو میں نے مخلوق کو پیدا کیا پس میں نے انہیں اپنی پہچان کرائی تو انہوں نے مجھے پہچان لیا۔

(۵) کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف فخلقت خلقاً فیعرفونی (۱۳)

ترجمہ: میں پوشیدہ خزانہ تھا پس میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں تو میں نے مخلوق کو پیدا کیا سو انہوں نے مجھے پہچان لیا۔

امام عجلونی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث قدسی صوفیا کے کلام میں متفرق بیّن اقوال کے ساتھ منقول ہے۔ اور انہوں نے اس پر اعتماد کیا ہے اور کئی اصول وضع کیے ہیں۔ (۱۴)

شیخ محمد واعظ الرہاوی "جامع المعجزات" میں تفصیل سے کلام کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ نے اپنی پہچان کیلئے اپنے محبوب کے نور کو اپنی تجلی سے تخلیق فرمایا" (۱۵)

اس کی تائید مشہور حدیث جابر سے ہوتی ہے جسے مصنف عبدالرزاق (۱۶) میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے، حدیث کے ابتدائی کلمات یہ ہیں:

یا جابر انّ اللّٰہ تعالیٰ قد خلق قبل الاشیاء نور نبیّک من نورہٖ

ترجمہ: اے جابر بے شک اللہ تعالیٰ نے تحقیق تمام اشیاء سے قبل تیرے نبیﷺ کے نور کو اپنے نور سے تخلیق کیا۔ (۱۷)

یہ حدیث بہت مفصل ہے اور اس میں رسول اکرمﷺ کے نور مقدس سے بتدریج

عرش کرسی، لوح وقلم اور بہشتِ بریں سے لے کر آسمان وزمین اور مافیہا تک کی تخلیق کا ذکر کیا گیا ہے۔ خلاق مطلق نے تمام کائنات اور موجودات سے ایک کروڑ چھ لاکھ ستر ہزار برس پہلے نور محمدیﷺ کو پیدا کیا، حضرت ابن جوزی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اس نور سے اللہ پاک نے فرمایا:

"کونی محمداً فصارت عموداً من نورٍ الیٰ اخرہٖ (۱۸)

یعنی فرمایا کہ محمد ہو جا بس وہ ایک نور کا ستون ہو گیا اور بلند ہوا کہ حجاب عظمت تک پہنچ گیا۔

ایک اور حدیث اسطرح ہے:

اوّل ما خلق اللّٰہ نوری و کل الخلائق من نوری و انا من نور اللّٰہ (۱۹)

ترجمہ: سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو تخلیق فرمایا اور تمام مخلوق کو میرے نور سے پیدا کیا اور میں اللہ کے نور سے ہوں۔

تخلیق اول سے متعلق مضامین کی تائید میں اور بھی احادیث ملتی ہیں۔

کنت اول الناس فی الخلق و آخرھم فی البعث (۲۰)

ترجمہ: لوگوں میں باعتبار تخلیق میں پہلے ہوں اور باعتبار بعثت آخر میں ہوں۔

کنت نبیّا وّ آدم بین الروح والجسد (۲۱)

ترجمہ: میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم جسم وروح کے درمیان تھے۔

انی عنداللّٰہ فی اول الکتٰب لخاتم النبیین و ان آدم لمنجدل

فی طینتہ (۲۲)

ترجمہ: بے شک میں اللہ کے نزدیک پہلی کتاب میں آخری نبی لکھا ہوا تھا اور آدم علیہ السلام اپنے خمیر میں تھے۔

بعض احادیث میں "بین الماء والطین" (۲۳) (یعنی آدم علیہ السلام پانی اور مٹی کے درمیان تھے) کے کلمات بھی ملتے ہیں اور بعض احادیث میں آدم علیہ السلام سے چودہ ہزار برس قبل (۲۴) اور جبرائیل امین علیہ السلام کی تخلیق سے قبل نبی کریم ﷺ کی مبارک تخلیق کا پتہ چلتا ہے (۲۵)

من جملہ ان احادیث کے مطالعے کے بعد یہ واضح ہوتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہٗ نے اپنے عرفان (پہچان) کیلئے اپنے نور کی تجلی سے اپنے محبوب ﷺ کے نور کو تخلیق کیا اور مقصد تخلیق حاصل ہوا کہ نور مصطفویﷺ نے اپنے خالق کو پہچانا اور اللہ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو کر اول عابد وساجد اور عبد خاص کا اعزاز واکرام حاصل کیا۔

ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اکرمﷺ نے سب سے اول اللہ تعالیٰ عزوجل کی بارگاہ میں سجدہ کیا جو ستر ہزار برس کے عرصے پر محیط تھا۔ اللہ تعالیٰ عزوجل کے حکم پر سر اٹھایا تو اس نے اپنے محبوب پر نظر محبت فرمائی گویا محبوب کے انداز عرفان کو پسند فرمایا، جس پر محبوب کے نور نے بطور شکرانہ دوسرا سجدہ کیا، یہ بھی ستر ہزار برس کے عرصے پر محیط تھا، پھر اللہ کے حکم سے سر اٹھایا پھر اللہ نے نظر محبت فرمائی پھر محبوب شکرانہ کے طور پر سجدہ میں چلے گئے، سجدوں کا یہ عمل پانچ مرتبہ ہوا، پانچویں سجدے کے بعد خالق مصطفیٰ نے جو نظر محبت کی تو محبوبﷺ اس محبت کی تاب نہ لاسکے اور شرما گئے جس کے نتیجے میں نور مصطفیٰ پسینہ پسینہ ہوا (قارئین پر واضح ہو کہ تخلیق کائنات

کے عمل کی عکاسی لفظوں میں کرنا ممکن ہی نہیں آئندہ کے مضمون میں راقم الحروف نے اپنے پڑھنے والوں کو سمجھانے کیلئے اپنے شکستہ الفاظ کا سہارا لیا ہے) تو اللہ تعالیٰ نے انوارِ محبوب کے پسینے جمع فرمائے، محبوب نے عرض کیا: ''اے میرے خالق! اس پسینے کا کیا کرنا ہے؟'' فرمایا ''اس پسینے سے مزید کچھ تخلیق کرنا ہے'' عرض کیا: ''کیا اپنی پہچان کیلئے ایسے ہی کچھ پیدا کرنا چاہتا ہے جیسے اپنی معرفت کیلئے مجھے پیدا کیا ہے؟'' فرمایا: ''نہیں اے میرے عارف! میری ربوبیت والوہیت کی معرفت کیلئے صرف تم ہو، اے میرے عابد و ساجد! کوئی تمہارے جیسا عبادت گذار اور سجدہ کرنے والا نہیں ہوسکتا، جو بھی پیدا کروں گا اسے عبادت کرنے کیلئے تمہارا محتاج بناؤں گا، وہ سجدہ کرے گا تو تم سے تعلیم لے کر، یہ طریقۂ عبادت تمہارا اختراع کردہ اور ایجاد کردہ ہے تم موجد ہو۔ اے میرے بندۂ خاص! کوئی بھی تمہاری مثل نہیں ہوسکتا، میں تمہارا خالق یکتا ہوں اور تمہیں مخلوق میں یکتا بنایا ہے۔ میں نے تمہیں اپنی معرفت کیلئے بنایا ہے اسی طرح میرا ارادہ ہے کہ اب تمہاری پہچان کیلئے باقی مخلوق پیدا کروں، جس طرح تم میرے عارف ہو کہ میری پہچان کیلئے پیدا ہوئے ایسے ہی اب میں تمہارے عارفوں کو پیدا کرنا چاہتا ہوں جو تمہیں پہچانیں۔ تم میری بندگی کیلئے کافی ہو اور میں تمہارے لیے کافی اور تمہاری ذات میری ذات کا مظہر ہو کر سب کیلئے کافی قرار پا جائے۔ اے محبوب! بس میں ہی تمہارے لیے (تمہارا خدا) کافی ہوں، میری ذات تمہاری روح اور حقیقت کا قبلہ اور میرا قبلہ تمہاری ذات ہے، تم میری جملہ صفات اور ذات کا مظہر ہو، لہٰذا میری صمدیت کا بھی مظہر ہو، میری صفت لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ کا بھی مظہر ہو۔ اس لئے اپنی شانِ بے نیازی سے اظہار کرو کہ تمہارے لیے تمہارا اللہ ہی کافی ہے، اس

لئے کہ میرے سوا کسی کا نام تم جانتے ہی نہیں اپنی تخلیق کے بعد تم نے مجھے اللہ کہا تو میں بہ اعتبار عرفان اور بہ اعتبار اسم ''اللہ'' ہوا یہ میرا ''اسم ذات'' قرار پایا۔ اور تمہارے عرفان کے باعث ایسا ہوا۔ اور تمہاری زبان سے یہ اسم ادا ہوا۔ میں نے تمہیں اپنا نام پکارتے سنا اور دیکھا بس تم ہی میرے عارف و عابد و ساجد...... تم میرے لیے اور میں صرف تمہارے لیے۔ اور سب کچھ ایں و آں، چنین و چناں تمہارے لیے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ اس مفہوم کو یوں ادا کرتے ہیں۔

زمین و زماں تمہارے لیے، مکین و مکاں تمہارے لیے
چنین و چناں تمہارے لیے، بنے دو جہاں تمہارے لیے

دہن میں زباں تمہارے لیے، بدن میں ہے جاں تمہارے لیے
ہم آئے یہاں تمہارے لیے، اٹھیں بھی وہاں تمہارے لیے

(۲۷)

باب اول کا حاصل مطالعہ:

ہم اس نتیجے پر پہنچ گئے ہیں کہ اللہ رب العالمین جل مجدہٗ نے اپنے محبوب رحمۃ اللعالمین کی اول تخلیق فرمائی، بندۂ خاص بنایا، مظہر کامل بنایا، صرف اپنے لیے بنایا تو صرف اپنی ہی ثنا و تسبیح کا خوگر بنایا، دوسروں سے افضل بنایا، اللہ تعالیٰ جل شانہٗ اپنے محبوب کے سوا سب سے بے نیاز ہے، اسی لیے باقی مخلوق، اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کی توجہات حاصل کرنے اور اپنا دھیان و گیان و توجہات اور معروضات اللہ تعالیٰ تک پہنچانے میں بہر دو اعتبار، رسول اکرم ﷺ کی محتاج ہیں۔

اب مخلوق کی ذمہ داری ہے کہ حضور سید عالم ﷺ کی ثنا و مدح میں مصروف عمل ہوں، کیونکہ اللہ رب العزت عز اسمہٗ خود اپنے محبوب کی تعریف فرماتا ہے رحمتیں اور سلامتی بھیجتا ہے۔ تو اگر ہم اللہ تعالیٰ کے محبوب کی نعت و منقبت بیان کریں گے تو اللہ تعالیٰ راضی اور خوش ہوگا۔

اللہ کے محبوب کی تعریف کرنا ہی میلاد ہے۔
اللہ کے محبوب کا ذکر کرنا ہی میلاد ہے۔
اللہ کے محبوب پر درود و سلام پڑھنا ہی میلاد ہے۔
اللہ کے محبوب کی سنت پر عمل کرنا ہی میلاد ہے۔
اللہ کے محبوب کی احادیث پڑھنا ہی میلاد ہے۔
اللہ کے محبوب کا حسن و جمال بیان کرنا ہی میلاد ہے۔
اللہ کے محبوب کے معجزات بیان کرنا ہی میلاد ہے۔
اللہ کے محبوب کی تخلیق کے واقعات بیان کرنا ہی میلاد ہے۔
اللہ کے محبوب کا نسب شریف بیان کرنا ہی میلاد ہے۔
اللہ کے محبوب کی تشریف آوری کا بیان کرنا ہی میلاد ہے۔
اور بارہ ربیع الاول کو عید اکبر سمجھنا ہی میلاد ہے۔

(تلک عشرۃ کاملہ)

قابل مبارکباد ہیں وہ عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ جو آقائے دو جہاں، سرورِ مرسلاں علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری اور اس دنیا میں جلوہ گری کا جشن مناتے ہیں اور خود بھی مسرت حاصل کرتے ہیں اور عالمِ اسلام کی شادمانی کا سامان بھی کرتے ہیں۔

باب دوم

میلادالنبی ﷺ عقیدۂ توحید کے استحکام کا ذریعہ

قارئین محترم! یہ حقیقت ہے کہ میلاد شریف کا انعقاد سنت الٰہیہ ہے اور اس کے منانے سے عقیدۂ توحید مستحکم ہوتا ہے، اس لیے کہ ہمارا خالق، کائنات کا خالق، پیارے مصطفیٰ کریم ﷺ کا خالق، یکتا، وحدہٗ لاشریک ہے، معبود ہے، مسجود ہے۔ ہم اسی کی عبادت کرتے ہیں اسی کو سجدہ کرتے ہیں، ہمارے آقا مدنی تاجدار ﷺ نے بھی اسی کو سجدہ کیا اگر سجدۂ عبودیت کسی اور کو ہوگا تو شرک ہوگا جس سے عقیدہ توحید پر زد پڑتی ہے، اسی لیے امت کو شرک سے بچانے کیلئے آقائے کائنات ﷺ نے واضح فرما دیا کہ تمام تر عظمتوں اور کمالات و معجزات کے باوصف تم کبھی مجھے سجدۂ عبودیت ہی نہیں بلکہ سجدۂ تعظیمی بھی نہیں کرو گے (۲۸)

اور یہ تعلیم بھی عطا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ہے باقی مخلوق ایک سبب کے تحت ماں، باپ اور اولاد بنتے ہیں۔ کوئی یہ دعویٰ نہیں کرے گا کہ ''میرا باپ یا ماں نہیں، میں یونہی خود بخود پیدا ہوگیا، میرا کوئی پیدا کرنے والا نہیں'' یہ قول شرک ہے اور اس سے بھی عقیدۂ توحید پر زد پڑتی ہے، اسی لیے ہمارے پیارے آقا ﷺ نے ہماری عقلوں کو راہ راست پر رکھنے کیلئے واضح فرمایا کہ میں لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ کا مظہر ہوں، ''جو کسی سے پیدا نہیں ہوا اور جسکی کوئی اولاد نہیں'' وہ تو صرف اور صرف پروردگارِ عالم اللہ تعالیٰ ہے۔ (۲۹)

میں تو پیدا ہوا ہوں، میرے نسب کا بھی ذکر کرو اور میری ولادت کا بھی ذکر کرو اور

میری ولادت کے یوم اور وقت کا بھی ذکر کرو۔(۳۰)

اس عمل کے نتیجے میں عقیدۂ توحید مستحکم ہوگا اور شرک کا خطرہ ٹل جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کسی سے پیدا نہیں ہوا اُسکا میلاد نہیں ہوتا، حضور سید عالم ﷺ پیدا ہیں اس لیے آپ ﷺ کا میلاد منایا جاتا ہے، اس طرح میلاد منانے والے اپنے عمل سے یہ اعلان کرتے ہیں کہ ہمارے آقا ﷺ خدا نہیں، خدا تک پہنچنے کا وسیلہ ہیں۔ آپ ﷺ مخلوق کے حاجت روا ہیں، انبیاء و مرسلین علیہم السلام کے بھی حاجت روا ہیں، سب آپ کے محتاج ہیں، مگر آپ ربّ تعالیٰ کے محتاج ہیں۔

وہ خدا نہیں با خدا نہیں　　وہ مگر خدا سے جدا نہیں
وہ ہیں کیا مگر وہ کیا نہیں　　یہ محبّ، حبیب کی بات ہے

(۳۱)

جشن میلاد النبی ﷺ کے مخالفین نے تاریخ بدل دی

عید میلاد النبی ﷺ منانا، جلوس نکالنا، سڑکوں پر نعرے لگانا، کلمہ طیبہ کا ورد کرنا، بالکل جائز ہے۔ قرآنِ مجید، حدیثِ پاک اور سنتِ صحابہ، تابعین تبع تابعین، بلکہ آج تک کے سلاطین و اُمراء بڑے تزک و احتشام سے یہ عید میلاد مناتے رہے اور محافلِ جشن منعقد فرماتے رہے ہیں۔ یہ وہ عید ہے جس کا حکم رب تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا اور جس کے منانے کا طریقہ خود سرور کائنات ﷺ نے احادیث میں بیان فرمایا۔ کوئی مسلمان عید میلاد النبی ﷺ کے جشن کو بُرا نہیں کہتا۔ ایک ہی بدعقیدہ گروہ ہے جو عید میلاد النبی ﷺ جیسی برکتوں اور رحمتوں والی خوشی کو ناجائز و اختراع،

بے دینی اور بدعت کہہ کر سخت ترین گستاخی کرتا ہے۔ حالانکہ اہل علم و دانش کو ایسی سخت کلامی کسی صورت مناسب نہیں۔ ان کو اس خداداد ابدی عید سے اتنا دکھ اتنی دشمنی، اتنا تعصب، اتنی نفرت ہے کہ اس کی مخالفت میں علم و عقل، فکر و شعور، حقیقت و اصلیت، تاریخ و شواہد سے بھی آنکھیں بند کر لیتے ہیں۔ حالانکہ یہ بات مؤرخین کے نزدیک عین حقیقت ہے اور سب معتبر کتب تواریخ کا اس پر اتفاق ہے اور سب محققین مفکرین، مدبرین، دانشور، علماء، فضلاء اس کو تسلیم کرتے ہیں کہ سرورِ کون و مکاں آقائے دو عالم حضور اقدس محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ نبی الانبیاء صاحبِ ارض و سماء ﷺ بارہ ربیع الاول شریف بوقتِ طلوع فجر دنیائے کائنات میں تشریف لائے۔ مگر صرف یہی گروہ اور وہ بھی فقط تعصب قلبی اور محض عید میلاد النبی ﷺ کا انکار کرنے کی غرض سے اس مسلمہ حقیقت اور تاریخ کا انکار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی ۹ ربیع الاول کو ولادتِ پاک ہوئی۔ حالانکہ ان کے پاس اپنی تمام باتوں کی طرح اس پر بھی کوئی مستند حوالہ موجود نہیں۔(۳۲)

بارہ ربیع الاول پر اجماعِ امت ہے

بارہ ربیع الاول شریف کا ثبوت کثیر معتبر اور مستند کتابوں سے ہے چنانچہ:

حوالہ نمبر۱:

''روایت کیا اس تاریخ کو محدث ابن ابی شیبہ علیہ الرحمۃ نے اپنی ''مصنف'' میں حضرت عفان سے وہ روایت کرتے ہیں سعید بن میناء سے وہ روایت کرتے ہیں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے کہ بے شک

ان دونوں نے فرمایا کہ آقا ﷺ کا میلاد پاک اصحاب فیل کے حملے والے سال ہوا (دو ہی ماہ بعد) پیر کے دن بارہ ربیع الاول شریف ہی میں آپ کی ولادت ہوئی۔ تمام علماء اسلام کے نزدیک (جمہور کے نزدیک) یہی مشہور ہے۔(۳۳)

دوسرا حوالہ:

امام عبدالرحمٰن ابن جوزی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں'' آپ کی ولادت سوموار کے دن عام الفیل میں ہوئی دس ربیع الاول کے بعد۔ ایک روایت ہے کہ ربیع الاول کی دو ابتدائی راتیں گزرنے کے بعد یعنی تیسری تاریخ کو اور دوسری روایت میں ہے کہ بارہویں رات کو۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ عام الفیل میں ولادت شریف ہوئی۔'' (ابراہہ کی اپنے ساتھیوں اور ہاتھیوں کے ساتھ تباہی سترہ محرم اتوار کو ہوئی) (۳۴)

تیسرا حوالہ:

محمد ابن اسحٰق المطلبی نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت پیر کو ربیع الاول کی بارہ راتیں گزرنے کے بعد سنہ فیل میں ہوئی (الخ) مطابق ۵۷۱ء بوقت فجر (صبح صادق) (۳۵)

چوتھا حوالہ:

علامہ محدث ابن جوزی فرماتے ہیں: ''کچھ مصنفین نے اختلاف کیا ہے نبی کریم ﷺ کے یوم ولادت کے بارے میں تین اقوال سے ایک یہ کہ آپ کی ولادتِ پاک ربیع الاول شریف بارہ راتیں گزار کر ہوئی یہ فرمان حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ

عنہٗ کا ہے۔ دوسرا قول یہ کہ آٹھ راتیں ربیع الاول کی گزر کر ولادت شریفہ ہوئی۔ یہ فرمان حضرت عکرمہ کا ہے۔ تیسرا قول یہ کہ ربیع الاول کی دو راتیں گزری تھیں اس کے بعد میلاد النبی ہوا۔ یہ قول حضرت عطا کا ہے اور پہلا قول سب سے زیادہ صحیح ہے۔ (۳۶)

پانچواں حوالہ:

علامہ یوسف بن اسماعیل النبہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:''اور بے شک اختلاف کیا گیا ہے آقا ﷺ کی ولادت پاک کے سال میں اور اکثر محققین اس پر متفق ہیں کہ بے شک آپ کی ولادت باسعادت ہوئی ابراہہ کے ہاتھیوں والے سال میں واقعہ کے پچاس دن بعد اور بے شک وہ پیر کے دن ربیع الاول شریف کی بارہ تاریخ کی رات گزر کر طلوع فجر صبح صادق کے وقت میں۔(۳۷)

چھٹا حوالہ:

دسویں صدی ہجری کے مفتی اعظم مکہ مکرمہ شیخ الاسلام علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (جو چونتیس سال حرم شریف کے مفتی اعظم رہے) فرماتے ہیں:

وَكَانَ مَوْلِدُهُ لَيْلَةَ الْإِثْنَيْنِ لِاثْنَتَيْ عَشَرَةَ لَيْلَةً خَلَتْ مِنْ شَهْرِ رَبِيعِ الْأَوَّلِ. (۳۸)

ترجمہ: اور ولادت شریفہ بارہ راتیں ربیع الاول کی گزار کر دوسری پیر کی رات میں ہوئی۔

یہ حوالہ باقی بہت حوالوں سے اس لیے زیادہ مضبوط سمجھا جاتا ہے کہ اس فرمان کو سعودی وہابیوں کے پیشوا ابن تیمیہ صاحب نے اپنے فتاویٰ کی اکیسویں جلد میں بہت

اہتمام سے ذکر کیا ہے۔ ہندوپاکستان کے تمام غیر مقلد بھی ہر بات میں ان کی کامل تقلید کرتے ہیں۔ فتاویٰ ابن تیمیہ میں اس طرح ہے کہ ''آقائے کائنات ﷺ کا میلاد پاک پیر کی رات ماہ مبارک ربیع الاول شریف کی بارہ راتیں گزار کر ہوا۔''(۳۹)

ساتواں حوالہ:

بارہ ربیع الاول شریف اتنی مشہور تاریخ ہوگئی ہے کہ مسلمانوں میں بارہویں شریف اس کا لقب معروف ہوگیا ہے۔۔اور ہر صدی کے بڑے بڑے مشہور اکابر بزرگ یہاں تک کے بعض مواقع پر مکتبۂ فکر دیوبند اور وہابیہ کے علماء بھی اپنی ذاتی غرض سے بارہ ربیع الاول شریف میں عید میلاد النبی ﷺ مناتے رہے ہیں۔ چنانچہ ماہنامہ نقوش لاہور میں بعنوان (عید میلاد النبی) منانے کا اعلان ۲۲مئی،۱۹۳۵ کا واقعہ اس طرح درج ہوا ہے کہ ''اکابر اسلام نے نوعِ انسانی کو دعوت اتحاد دیتے ہوئے تمام کائنات میں ۱۲ربیع الاول ۱۳۵۴ھ کو یوم النبی منانے کی اپیل کی ہے۔''اس اپیل پر علامہ اقبال کے علاوہ مندرجہ ذیل اکابرین کے دستخط تھے۔مولانا عبدالظاہر (امام وخطیب مسجد حرم مکہ معظّمہ) امام مولانا عبدالرزاق (امام مسجد حرم مکہ معظّمہ) امیر سعید الجزائری (رئیس جمیعۃ الخلافہ شام) عبیداللہ سندھی (مقیم مکہ معظّمہ) سلیمان ندوی لکھنؤ (یہ دونوں سخت دیوبندی تھے) ان بزرگوں کے علاوہ عید میلا النبی میں مصر، قاہرہ، شام، جنیوا، علی گڑھ، لاہور، مدراس، لندن، افغانستان، کابل، بیروت، بیت المقدس، ایران، پشاور اور ملتان وغیرہ سے کثیر تعداد میں علما اور دانشوروں کا اجتماع ہوا، اس محفل میلاد کی تقریروں اور اپیلوں کا خلاصہ کچھ اس طرح ہے کہ ''ہم نہایت ہی خلوص واحترام سے تمام بنی نوع انسان کو اس

عید اتحاد میں شریک ہونیکی دعوت دیتے ہیں۔ اور اپیل کرتے ہیں کہ بارہ ربیع الاول کو تمام کائنات کی آبادیوں میں سیرت النبی ﷺ کے عنوان پر متحدہ جلسے منعقد کیے جائیں (الخ) ہماری دعا ہے کہ خداوند پاک اس بین الاقوامی عید کو تمام انسانیت کیلئے باعث برکت بنائے۔(۴۰)

ان مندرجہ بالا حوالوں کو نقل کرنے کے بعد مفتی اہلسنّت علامہ مفتی محمد اقتدار خاں نعیمی صاحب لکھتے ہیں (۴۱) کہ متذکرہ حوالوں سے درجِ ذیل چار باتیں ثابت ہوئیں۔ **اول:** یہ کہ بارہ ربیع الاول شریف ہی یوم النبی اور عید میلاد النبی ﷺ ہے۔

دوم: یہ کہ محافل میلاد کا انعقاد مروجہ طریقہ کے مطابق آج کی ایجاد نہیں بلکہ جن کتب کے ہم نے حوالے پیش کیے ہیں، ان کے مصنفین ۵۰۰ھ تا ۹۰۰ھ سے متعلق ہیں۔

سوم: یہ کہ ماضی قریب کے مفتی اعظم سعودی عرب شیخ عبدالعزیز بن باز عید میلاد النبی ﷺ کو سراسر بدعت، دین میں نئی اختراع اور شرعاً ناجائز جیسے نامناسب لفظ استعمال کر رہے ہیں۔(۴۲)

جبکہ ۱۹۳۵ء میں اسی سعودی حکومت کے مفتی اعظم امام وخطیب حرم پاک شیخ عبدالظاہر معینہ بارہ ربیع الاول شریف کو عید اتحاد اور بین الاقوامی عید کہہ رہے ہیں اور نہایت خوشی سے عید میلاد النبی ﷺ منانے کا اہتمام بھی کررہے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ آج بھی حکومت پاکستان کے زیر اہتمام عید میلاد النبی ﷺ کی تقریبات منعقد ہوتی ہیں تو بڑے بڑے دیوبندی علماء بھی اس میں شریک ہوکر تقریریں کرتے اور انتظامیہ سے نذرانے وصول کرتے ہیں۔ راولپنڈی اور اسلام آباد کی محافلِ میلاد میں غلام اللہ خان،

غلام غوث ہزاروی، مفتی محمود، یوسف بنوری، شمس الحق افغانی، احتشام الحق تھانوی، محمد یوسف قریشی پشاوری وغیرہ دیوبندی علماء کو ان اسٹیجوں پر دیکھا گیا جن کی پچھلی دیوار پر سنہرے کپڑے کے بینر پر جلی حروف کے ساتھ لکھا ہوا تھا۔ جشن عید میلاد النبی ﷺ۔ آج بھی بہت سے مسلمانوں کے پاس ان اسٹیجوں کی مکمل تصاویر محفوظ ہیں۔ اسی طرح جب کبھی حکومت پاکستان کی طرف سے جشن میلاد پر چراغان کرنے کا انعام مقرر ہوا تو بڑے بڑے اکابرین دیوبند انعام پانے کی کوشش کرتے ہیں لیکن اپنے لوگوں میں بیٹھ کر اسی عید میلاد پر بدعت اور بے دینی کے فتوے شائع کرتے ہیں اور پھر ان فتوؤں میں علمی وفکری اتنی غلطیاں ہوتی ہیں کہ عقل حیران ہوتی ہے۔ **چہارم:** یہ کہ اس تمہیدی گفتگو سے یہ بتانا مقصود ہے کہ منکرین میلاد کے پاس انکار کی کوئی دلیل نہیں صرف فرقہ واریت کو ہوا دینے اور تعصب کے تحت مخالفت پر کمربستہ رہتے ہیں۔ رہا یہ کہ اس کے جواز پر کتنے اور کیسے دلائل ہیں تو بحمدہٖ تعالیٰ جشن عید میلاد النبی ﷺ کے جائز اور مستحب ہونے پر قرآن مجید، احادیث مبارکہ اور اقوال وافعال صحابہ کرام، فقہا، علماء، صوفیا، زہّاد کے طریقے کثیر تعداد میں بصورت مضبوط دلائل موجود ہیں۔

اس ضمن میں امام ابن حجر مکی کی تالیف ''النعمۃ الکبریٰ'' اور ''فتاویٰ حدیثیہ''۔ امام عبداللہ محمد بن عبدالرحمٰن مالکی کی تالیف ''مواہب جلیل''۔ امام ابوالخطاب عمر بن حسن اندلسی کی تالیف ''التنویر فی مولد البشیر والنذیر''۔ محدث ابن جوزی کی تالیف ''المیلاد النبوی''۔ امام ابن کثیر دمشقی کی تالیف ''میلادِ رسول ﷺ''۔ امام ملا علی قاری کی تالیف ''المورد الروی فی بیان میلاد نبوی''۔ امام جلال الدین سیوطی کی تالیف ''حسن المقصد فی عمل المولد''۔ شیخ الدلائل عبدالحق مہاجر مکی کی تالیف ''الدر المنظم فی حکم مولد النبی الاعظم'' اور شاہ احمد سعید مجددی (رحمہم اللہ) کی تالیف ''اثبات المولد والقیام'' ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔

باب سوم

جشن میلاد النبی ﷺ کیا ہے؟

جشن عید میلاد النبی ﷺ کیا ہے اور اس کی حقیقت واصلیت کیا ہے؟ واضح رہے کہ جشن عید میلاد النبی ﷺ کا موجودہ مروجہ طریقہ جو تقریباً پانچویں صدی ہجری سے شروع ہوکر آج تک نوسو سال سے تمام عالم اسلام میں بہت ہی زیب وزینت اور شان و شوکت سے جاری ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ مزید ترقیوں کے ساتھ جاری رہے گا یہ آٹھ اعمال کا مجموعہ ہے۔ (سطور ذیل کا اکثر مواد فتاویٰ نعیمیہ جلد سوم سے لیا گیا ہے)

نمبر۱: آقائے دوجہاں حضور اقدس ﷺ کا دن منانا۔

نمبر۲: پیارے نبی ﷺ کی آمد پر خوشی کا اظہار کرنا۔

نمبر۳: لوگوں کو جمع کرنا اور ان کے سامنے آقا ﷺ کی آمد کا ذکر کرنا۔ ان کی شان بیان کرنا اور ولادت کا ذکر کرنا۔

نمبر۴: محفل میں بیٹھ کر آقا ﷺ کے ماہ وسال بیان کرنا اور ولادت کا ذکر کرنا۔

نمبر۵: محفل کیلئے اہتمام کرنا اور روشنی کرنا، گلیوں، بازاروں اور شاہراہوں پر جھنڈے لگانا وجلوس نکالنا اور یارسول اللہ ﷺ کے نعرے لگانا۔

نمبر۶: کھڑے ہوکر سلام پڑھنا۔

نمبر۷: ذکر خیر کے بعد دعا مانگنا۔

نمبر۸: خوشی میں غریبوں، امیروں، دوستوں، اپنوں اور پرایوں کو کھانا کھلانا۔

ان آٹھ اعمال کے مجموعے کا سالانہ اہتمام کرنے کا نام ہی جشن عید میلاد النبی ﷺ

ہے۔ یہ جزئیات علیحدہ علیحدہ جائز ثابت ہو جائیں تو مجموعہ کیونکر ناجائز ہوسکتا ہے اور پھر جس طرح ہم بہت صاف صاف واضح آیات سے ان جزئیات کو ثابت کریں گے مخالف کو انکار پر بھی اسی طرح دلائل سے مخالفت اور ناجائز ہونا ثابت کرنا چاہئے۔ محض بناوٹی باتوں سے کسی دینی شرعی اور مفید عمل کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ بدعقیدہ افراد کے پاس سوائے لغویات کے کچھ نہیں، یہ اہل سنت ہی کی شان ہے کہ ان کے ہر عمل، عقیدے اور مسلک پر بے شمار دلائل ہیں۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک۔

چنانچہ جشن میلاد پاک کا پہلا بنیادی جز ''دن منانا'' خواہ وہ یوم ولادت ہو، یوم آمد ہو یا کسی نعمت کے حاصل ہونے کا دن ہو۔ اس کی یاد تازہ رکھنا اس میں خوشیاں کرنا قرآن مجید کی صریح آیات سے صاف صاف ثابت بھی ہے اور اس دن کی خوشی منانے کا حکم ربانی بھی ہے۔

پہلا عمل...... یوم منانے پر دلائل

قرآن مجید پارہ نمبر ٦، آیت نمبر ١١٤، سورۂ مائدہ:

قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِّنَ السَّمَاءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا الِّاَوَّلِنَا وَ آخِرِنَا (٤٣)

ترجمہ: عرض کیا حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نے۔ اے اللہ ہمارے رب نازل فرما ہم پر دسترخوان آسمان سے وہ دن ہمارے لیے ہمارے پہلوں کے لئے، ہمارے آخروں کیلئے (سالانہ یا ہفتہ وار) عید قرار پائے۔

کسی دن کو منانے اور یادگار قائم کرنے کے ثبوت کیلئے یہ آیت پاک ایسی مضبوط دلیل ہے کہ کوئی مخالف اس کا انکار نہیں کرسکتا نہ کسی کی جرأت ہے کیونکہ یہاں دن منانے کا صاف ذکر ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا عمل شریف اور رب تعالیٰ کی تائید و حمایت اور خوشنودی کا بھی پتہ چلتا ہے۔ اس لیے کہ نزول مائدہ اس وعدے کے بعد ہے جو عیسیٰ علیہ السلام نے عید منانے کا کیا اور پھر بعد والی آیت میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

اِنِّىْ مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ فَمَنْ يَّكْفُرْ بَعْدَمِنْكُمْ فَاِنِّىْ اُعَذِّ بُهٗ عَذَابًا لَّا اُعَذِّبُهٗ اَحَدًا مِنَ الْعَلَمِيْنَ (٤٤)

ترجمہ: بے شک میں اس کو تم پر اتار رہا ہوں لیکن پھر تم میں سے جس نے اس کے نزول کے بعد کفر کیا تو اس کو ایسا عذاب دوں گا جو میں نے جہانوں میں سے کسی کو ایسا عذاب نہ دیا ہوگا۔

اس سے معلوم ہوا کہ یادگار قائم کرنا رب تعالیٰ کو بہت پسند ہے اور نہ منانا یا مٹانا یَکْفُر میں شامل ہے۔ اگر یہ عید منانا بُرا ہوتا تو اولاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایسا وعدہ ہی نہ فرماتے کیونکہ انبیاء علیہما السلام معصوم ہوتے ہیں لہٰذا کسی برے عمل کا ان سے صدور ممکن ہی نہیں۔ ثانیاً رب تعالیٰ دسترخوان نہ بھیجتا کہ لوگ اس دن کو عید نہ منالیں۔ مگر نہیں بلکہ رب تعالیٰ نے وعدے کی ہی وجہ سے نازل فرمایا اور قرآن مجید میں اس کا ذکر فرما کر مسلمانوں کو بتایا گیا کہ انہوں نے چھوٹی نعمت کے نزول کو یوم عید منایا۔ اے ایمان والو تم پر وہ نعمت نازل فرمائی ہے جس کا آنا رب کا احسانِ عظیم ہے۔ وہ ذات پاک مصطفیٰ ﷺ ہے۔ لہٰذا اس دن عید میلادالنبی منانا تو بہت ہی ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ نے یادگاری کلینڈر جاری فرمایا:

فقیر نسیم احمد صدیقی عرض کرتا ہے کہ قرآن مجید اور اسلام کو سمجھنے کیلئے ان کے مزاج کو سمجھنا ضروری ہے اللہ تعالیٰ نے تخلیق کائنات کے بعد اس کے نظام کو چلانے کیلئے قدرتی طور پر دو کلینڈر جاری فرمائے ہیں۔

نمبر١: یہ کہ سو برس کے مجموعہ یعنی صدی کبھی واپس لوٹ کر نہیں آتی اسی طرح صدیاں جن سالوں کے مجموعوں سے بنتی ہیں وہ سال بھی کبھی لوٹ کر نہیں آتے۔ فقیر راقم الحروف ١٩٦٠ء میں پیدا ہوا یعنی چودھویں صدی ہجری اور بیسویں صدی عیسویں میں فقیر کی پیدائش والا سال اور صدی کبھی واپس نہیں آئیں گی۔ اس لیئے کہ فقیر راقم کی عمر آگے بڑھ رہی ہے ایسے ہی یہ دھرتی، یہ کائنات اپنی عمر طے کرتے کرتے آگے بڑھ رہے ہیں۔ **نمبر٢:** یہ کہ جن مہینوں سے سال بنتے ہیں اور جن دنوں سے مہینے بنتے ہیں وہ مہینے اور ایام واپس لوٹتے ہیں یہ دوسرا کلینڈر ہے جو یادگاری کلینڈر ہے، اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ وحقیقیہ سے یہ بعید نہ تھا کہ وہ سات دنوں کے بعد ایک آٹھواں نیا دن یا نواں یا دسواں یا بیسواں یا ہزارواں نیا دن نئے نام کے ساتھ بنا دیتا اور گزرے دن معدوم ہوتے جاتے اسی طرح بارہ مہینوں کے بعد تیرہواں مہینہ یا چودھواں مہینہ الغرض ہر مہینہ نیا مہینہ ہوتا۔ مگر خالق کائنات نے کائنات کے بسنے والوں کو زمانوں کے تعین کیلئے کلینڈر کا علم عطا فرمایا تا کہ ماضی کے آئینے میں دیکھ کر حال کے خدوخال کو شاندار اور مستقبل کو جاندار بنانے کی کوشش کی جائے۔ ہر سات دنوں کے بعد پھر وہی دن واپس ہو ہو کر لوٹتے ہیں تا کہ دنوں کو یاد رکھا جاسکے کہ ان دنوں میں کیا کیا نعمتیں

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے عطا فرمائیں۔ بارہ مہینوں کے بعد پھر وہی گذرے ہوئے مہینے لوٹ جاتے ہیں تا کہ مخلوق مہینوں کو بھی یاد رکھے۔ اس طرح اللہ تبارک وتعالیٰ کی منشاء معلوم ہوتی ہے کہ بعض نعمتوں کو ہفتہ وار یاد رکھو، بعض نعمتوں کو ماہوار اور جبکہ بعض نعمتوں کو سالانہ یاد رکھنے کا اہتمام کرو۔

قرآنی مزاج:

قرآن مجید میں چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ ٦٦٦٦ آیات ہیں، آیات کا نفس مضمون ان میں تفاوت اور درجہ بندی کرتا ہے، راقم عرض کرتا ہے کہ بعض آیاتِ اوامر اور بعض آیاتِ نواہی کے طور پر متعارف ہیں۔ بعض آیاتُ اللہ (یعنی اللہ کی نشانیوں) سے متعلق ہیں تو بعض جزا وسزا یعنی جنت وجہنم کی خبروں سے متعلق ہیں یہ اصول شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے بیان کیے ہیں۔ (٤٥)

راقم ان اصولوں کی روشنی میں عرض کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کلام کی ایک ہزار آیات احکام اور ایک ہزار آیات نواہی ایک مسلمان کی زندگی کیلئے کافی ہیں تو کیا (نعوذ باللہ) بقایا چار ہزار چھ سو چھیاسٹھ آیات زائد وفالتو ہیں؟ جو قرآن مجید میں درج ہیں۔ نہیں ...... نہیں ...... قطعی نہیں حقیقت یہ ہے کہ اوامر ونواہی کی دو ہزار آیات کے علاوہ چار ہزار چھ سو چھیاسٹھ آیات، پچھلی قوموں سے متعلق بطور یادگار اور اللہ تعالیٰ کی نشانیوں سے متعلق ہیں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ جملہ آیاتِ کلام ربّانی میں تیس فیصد آیات اسلامی نظام حیات کیلئے کافی وشافی تھیں مگر باقی ستر فیصد آیات ہی کی فہم اور ادراک کی روشنی میں یہ تیس فیصد آیات ہمارے لیے نافع ہونگی۔ یاد رکھئے جو یادگاروں کو باقی رکھتا

ہے وہ باقی رہتا ہے اور جوان کو مٹاتا ہے وہ خود بھی مٹ جاتا ہے۔

دوسرا عمل......آمدِ رسول ﷺ پر خوشی منانا

ارشادِ ربّانی ہے کہ:

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰہِ وَ بِرَحْمَتِہٖ فَبِذَالِکَ فَلْیَفْرَحُوْا ھُوَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ (۴۶)

ترجمہ: اے حبیب ﷺ آپ فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل آنے پر اور اس کی رحمت کے تشریف لانے پر۔ پھر خوب خوشیاں منائیں۔ وہ خوشی منانا اچھا ہے اس تمام مال و اعمال سے جو یہ منکرین جمع کرتے ہیں۔

اس کی تفسیر میں صاوی نے فرمایا:

''اے حبیب ﷺ فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل آنے پر اور اس کی رحمت کے تشریف لانے پر۔ پس اس کے آنے پر خوب خوشیاں منائیں۔ وہ خوشی منانا اچھا ہے ان تمام مال و اعمال سے جو یہ منکرین جمع کرتے ہیں۔ بَ جارّہ کی وجہ سے یہاں فعل پوشیدہ ہے یا کوئی عامل مصدر اور یہ مابعد عبارت اقوال ہیں خود صاوی نے کہا کہ یہاں لِیَفْرَحُوْا فعل امر غائب پوشیدہ ہے۔ مگر یہ درست نہیں کیونکہ یہ تو آگے موجود ہے۔ دوبارہ ضرورت نہیں بلکہ بہت غور فکر کے بعد مناسب یہ ہے کہ یہاں اِذَا جَاءَ پوشیدہ ہے اور اصلاً اس طرح ہے قُلْ اِذَا جَاءَ بِفَضْلِ اللّٰہِ (الخ) تو ترجمہ وضاحتاً یوں ہوگا

''فرما دوا ے نبی ﷺ جب آجائے اللہ کا فضل اور آجائے اللہ کی رحمت تو اس کے

آنے پر خوب خوشی مناؤ'' مقصود باری تعالیٰ یہ ہے کہ اس آنے کے دن کی یاد تازہ رکھو۔ ب جارّہ یہاں تین جگہ ارشاد ہوئی۔ لہٰذا یہاں فعل عامل پوشیدہ ماننا لازم ہے ورنہ نحو۔ صرف اور بلاغتِ قرآنی و وضاحت لسانی کے خلاف ہو جائے گا۔ اب غور طلب بات یہ ہے کہ یہاں رحمت سے کیا مراد ہے اور فضل سے کیا مراد ہے اس میں بھی مفسرین کے مختلف اقوال ملتے ہیں۔ راقم (نسیم احمد صدیقی) نے متعدد مفسرین میں اکثر کا یہ قول مطالعہ کیا کہ فضل و رحمت سے نبی کریم ﷺ ہی کی ذات مراد ہے۔ بعض نے دین اسلام اور قرآن کو بھی فضل خدا اور رحمت الٰہی قرار دیا ہے تو یہ قول بھی راقم کی تائید کرتا ہے کہ اسلام اور ایمان اور قرآن کے نزول کا ظرف زمان، رسول اکرم ﷺ کا زمانہ ہے۔ اور قرآن کے نزول کا ظرف مکان رسول اکرم ﷺ کا قلب مقدس ہے۔ اور مفتی اقتدار خاں نعیمی فرماتے ہیں کہ ہم خود قرآن مجید سے پوچھتے ہیں کہ رحمت کون ہے؟ قرآن مجید میں لفظ رحمت تقریباً ایک سو تیرہ ۱۱۳ جگہ ارشاد ہوا ہے مگر کسی بھی آیت میں قرآن مجید کو یا اسلام کو اتنے وسیع اور صاف لفظوں میں رحمت قطعاً نہیں فرمایا گیا جتنا صاف، وسیع اور ذاتی خطاب کی ضمیر سے آقائے کائنات نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کو رحمت فرمایا گیا ہے۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے وَمَا اَرْسَلْنَاکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ (۴۸)

(ترجمہ و تفسیر) ہم نے صرف آپ ہی کو تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا۔ اس آیت پاک میں کوئی تاویل یا تغیر و تبدل یا اختلاف کی گنجائش نہیں۔ ہر طرح نبی کریم ﷺ کی ذاتِ پاک ہی رحمت ہے لہٰذا ہر اعتبار سے ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ کے تشریف لانے پر ہی خوشی مناؤ اور خوشی منانے کا نام ہی عید ہے اور چونکہ ''فَلْیَفْرَحُوْ'' امر ہے

اس لئے یہ خوشی اور عید بھی دو عیدوں کی طرح واجب ہوئی اور چونکہ امر جمع غائب ہے اس لیے قیامت تک ہر مسلمان پر یہ عید میلاد منانا واجب ہے یہ میرا مطلب یا معانی یا حکم نہیں بلکہ اینچ پینچ کے بغیر اور بلا تاویل ترجمے سے یہ بات ثابت ہو رہی ہے۔ اور اس کے علاوہ کچھ ثابت کرنے کیلئے کافی توڑ موڑ کرنا پڑے گا۔ یہ آیتیں گویا عید میلاد النبی ﷺ لیے عبارت النص ہیں۔ (۴۹)

تیسرا عمل......لوگوں کو جمع کرنا

میلاد شریف کی پہلی محفل:

ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّ حِکْمَةٍ ثُمَّ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَ لَتَنْصُرُنَّہٗ ط قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ ط قَالُوْا اَقْرَرْنَا ط قَالَ فَاشْھَدُوْا وَاَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰھِدِیْنَ O (۵۰)

ترجمہ: اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا کہ جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول جو تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا، فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا؟ اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا؟، سب نے عرض کیا کہ ہم نے اقرار کیا۔ فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ، اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔

یہ وہ پہلی عید میلاد النبی ﷺ کی محفل ہے جو عالم ارواح میں منعقد ہوئی۔ اس میں وعظ ارشاد فرمانے والا خود رب العالمین اور سامعین ایک لاکھ چوبیس ہزار (کم و بیش) پیغمبرانِ کرام ہیں۔ کتنا بڑا اجتماع تھا اور کتنے مقدس سامعین تھے اور ذکر تھا احمد مجتبیٰ ﷺ کے آنے کا اسی کو یوم میلاد کہا جاتا ہے۔ مسلمان بھی آج اس دن کی یاد مناتے ہوئے اسی آنے کا ذکر کرتے ہیں اور یہ بات ظاہر ہے کہ عالم ارواح میں انبیاء کرام کو اللہ تعالیٰ کا یہ وعظ مبارک سن کر غم یا دکھ نہ ہوا ہوگا۔ بلکہ انتہائی فرحت خوشی و سرور حاصل ہوا ہوگا اور اسی خوشی کا نام عید ہے۔ لہٰذا عالم ارواح کی اس پہلی محفل کا نام عید میلاد النبی ہی رکھا جاسکتا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی دوسرا نام مناسب حال نہ ہوگا۔

مفتیٔ اہلسنّت اور مفتی دیو بند کا مکالمہ:

میری ایک دفعہ گجرات کے ایک بہت بڑے دیو بندی وہابی مقرر سے اسی نام کے بارے میں گفتگو ہوئی، کہنے لگے اس کا نام محفلِ میثاق ہونا چاہئے نہ کہ محفلِ میلاد۔ میں نے کہا یہ نام ہے تو ٹھیک مگر مکمل نہیں، کیونکہ اس محفل میں صرف میثاق ہی کی طرف اشارہ نہیں بلکہ تین چیزیں واضح ہیں نمبر ۱: میثاق نمبر ۲: ثُمَّ جَاءَ نمبر ۳: وہ قلبی خوشی جو انبیا کو حاصل ہوئی۔ اس لیے اس محفل کا اصل نام یوم عید میلاد النبی ﷺ نہایت درست ہے کیونکہ وہ وقت یوم تھا۔ وہ خوشی عید تھی اور وہ آنا میلاد تھا۔ وہ رسول یہی ہمارے آقا ﷺ تھے لہٰذا وہ بھی محفل میلاد تھی اور آج بھی اُسی انداز میں محفل میلاد منعقد ہوتی ہے، فرق صرف اتنا ہے کہ وہ ذکر تھا کہ آئیں گے (کیونکہ ''جاءَ'' فعل ماضی کلمہ ''ثُمَّ'' کی وجہ سے زمانہ مستقبل کے معنیٰ میں ہے کہ ''آئیں گے'') اور اب وعظ ہوتا ہے کہ وہ تشریف لے آئے۔ (۵۱)

دوسری محفل میلاد شریف:

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

وَاِذْ قَالَ عِیْسٰی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰۃِ وَ مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُہٗٓ اَحْمَدُ (۵۲)

ترجمہ: اور یاد کیجئے جب فرمایا تھا حضرت عیسیٰ ابن مریم (علیہ السلام) نے۔ اے بنی اسرائیل! بے شک میں رسول ہوں تمہاری طرف تصدیق کرنے والا اس کی جو میرے سامنے ہے توریت کی اور بشارت کرنے والا ہوں ایک معظم رسول کی جو تشریف لائیں گے۔

تفاسیر میں بروایت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آپ کے بہت حواری حاضر بارگاہ تھے کسی نے عرض کیا سرکار کیا ہمارے بعد بھی کوئی امت ہے۔ تب ان کے جواب میں کثیر مجمع میں جہاں بنی اسرائیل کا جمّ غفیر تھا آپ نے بہت فصیحانہ وعظ فرمایا جس میں آقاءِ کائنات کی شان، صفات، آنے کا زمانہ مقام علاقہ اور جائے ولادت کا ذکر فرمایا اور آپ کا یہ نام بھی بتایا اور اس وعظ کی اہمیت بتانے کیلئے پہلے اپنی شان کا تعارف کرایا۔ قرآن پاک میں یہاں اس کا اجمالی ذکر ہے۔

انجیل ''برنباس'' میں اس وعظ کی کچھ تفصیل موجود ہے۔ ''جب بنی اسرائیل نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے القاب ''کلمۃ اللہ''۔ ''روح اللہ'' کی بنیاد پر آپ کو اپنا

نجات دہندہ قرار دیا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا! نہیں...... میں نجات دہندہ نہیں بلکہ نجات دہندہ کی خبر لے کر آیا ہوں، جو اتنا صاحبِ فضیلت ہے کہ اس کی جوتی کا تسمہ کھولنے کے قابل بھی اپنے آپ کو نہیں سمجھتا، وہ آنے والا ایسا ہے کہ پنگھوڑے میں لیٹ کر چاند سے باتیں کرتا ہوگا۔'' (۵۳)

اسی طرح کے وعظ اور اجتماع کا نام محفل میلاد ہے۔ یہ ایسی معظم محفل ہے کہ میلاد النبی ﷺ کا بیان فرمانے والے ایک عظیم صاحبِ کتاب نبی مرسل جناب مسیح علیہ السلام ہیں اور سننے والے اس وقت کے ہزاروں کی تعداد میں بنی اسرائیل ہیں۔

عید میلاد النبی ﷺ کی تیسری محفل:

ابھی تک قرآن مجید سے ان محافل میلاد کو ثابت کیا گیا جو عالم ارواح میں انبیاء کیلئے اور زمانہ عیسوی میں پچھلی امتوں اور بنی اسرائیل کے لیے منعقد ہوئیں قرآن پاک نے صرف حضرت یسوع مسیح کی محفل میلاد کا ذکر فرمایا۔ ورنہ حدیث پاک میں ارشاد نبوی ہے کہ ہر نبی نے اپنی اپنی امتوں کیلئے محفل میلاد النبی ﷺ منعقد کی۔ نیز رب تعالیٰ نے امتِ مسلمہ کیلئے قرآن پاک میں جگہ جگہ '' قَدْ جَآءَکُمْ '' اور ''اِنَّآ اَرْسَلْنَا''، ''وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ''، ''بَعَثَ''، ''اِذْ بَعَثَ''، '' وَابْعَثْ فِیْھِمْ '' وغیرہ کلمات ارشاد فرما کر نبی کریم رؤوف رحیم ﷺ کی آمد اور ولادت کا ذکر فرمایا۔ اسی آمدِ مصطفیٰ ﷺ کا ذکر کرنا محفل میلاد ہے۔ ہمارے پیش کردہ یہ قرآنی دلائل اتنے مضبوط اور صاف اور واضح ہیں کہ نہ کسی تاویل کی گنجائش نہ تفسیری نکات کی باریکیاں، نہ کسی انکار کی جرأت۔ (۵۴)

قرآنِ مجید اور احادیث مبارکہ سے محافلِ میلاد کا ثبوت دیتے ہوئے امام احمد رضا مجدد بریلوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

''جس قدر ہو سکے لوگ جمع کیے جائیں اور انہیں ذکر ولادت باسعادت سنایا جائے اسی کا نام مجلس میلاد ہے'' (۵۵)

میلاد شریف کی چوتھی محفل:

حضور ﷺ نے اپنا میلاد بیان کیا اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے بھی محفل

﴿......میلاد منعقد کی......﴾

یہاں تک تو قرآن مجید سے عید میلاد کے ثبوت اور جواز میں دلائل پیش کیے گئے۔ اب احادیثِ مطہرات کے دلائل ملاحظہ ہوں۔

۹ ہجری میں غزوۂ تبوک سے واپسی پر رسول اکرم ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ مجلس میں حاضر ہوتے ہیں جہاں کثیر تعداد میں صحابۂ کرام پہلے سے موجود ہیں، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: میں کون ہوں؟ تو فوراً سب نے جواباً (با آواز بلند نعرہ لگایا) اور کہا اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰہ۔ آپ اللہ کے رسول ہیں (تب اگلی تقریر شروع فرماتے ہوئے) فرمایا: میں محمد ہوں عبداللہ کا بیٹا وہ عبدالمطلب کے بیٹے (رضی اللہ عنہم اجمعین) بے شک اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو مجھ کو ان میں سے اچھی مخلوق بنایا، پھر اس بہتر مخلوق کے دو حصے کیے تو مجھ کو اچھے حصے میں بنایا پھر اس اچھے حصے میں قبیلے بنائے تو مجھ کو سب سے اچھے قبیلے

میں بنایا پھر اس قبیلے کے شہر و گھر بنائے تو مجھ کو ساری زمین کے اچھے شہر میں رکھا۔ اور شہر و گھر میں بھی افضل کیا۔ (۵۶)

پھر حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے دربار رسالت سے اجازت لی کہ میں آپ کا ذکر ولادت کروں، اجازت ملنے پر انہوں نے منظوم مولود نامہ پیش کیا جن کے اشعار کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

آپ پہلے سایوں میں تھے منزل مخصوص میں تھے جہاں پتوں سے بدن ڈھانپا گیا...... پھر آپ بلاد میں اترے اس وقت آپ نہ بشر تھے نہ گوشت پوست نہ خون بستہ...... بلکہ وہ آبِ صافی جو کشتی پر سوار تھا جب طوفان نے بت ''نسر'' کے پوجنے والوں کو ڈبو ڈالا...... آپ صلب سے رحم کی طرف منتقل ہوتے رہے یوں ایک عالم سے گزر کر دوسرے عالم میں آتے رہے...... آپ آتش خلیل میں چھپے چھپے داخل ہوئے جب ان کے صلب میں تھے تو وہ کیوں کر جلتے...... تا آنکہ آپ کا محافظ وہ عظیم الشان گھرانہ ہوا جو بلند مرتبہ ہے...... جب آپ پیدا ہوئے آپ کے نور سے زمین چمک اٹھی اور آفاق روشن ہو گئے...... تو اب ہم اس ضیائے نور میں ہیں اور ہدایت کے راستوں پر چل رہے ہیں۔ (۵۷)

اس حدیث پاک نے بالکل آج کی مروجہ محفل میلاد کا نقشہ کھینچ دیا کہ جس طرح ہم اپنی محافل میں کسی عالم کی تقریر اور وعظ ذکر میلاد شریف سے پہلے نعرہ رسالت لگاتے ہیں۔ حضور اقدس نے بھی ابتداءً نعرہ فرمایا۔ مَنْ اَنَا ۔ سب نے زور سے کہا اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰہ ۔ آج مسلمانوں نے اسی سنت پر عمل کرتے ہوئے صرف اتنا فرق

کرلیا کہ ایک شخص کہتا ہے نعرۂ رسالت تو سب کہتے ہیں یَا رَسُولَ اللّٰہ یہ فرق بھی صرف ابتدائی لفظ میں ہے کیونکہ وہاں فرق ضروری تھا۔ ورنہ جواب میں حقیقی فرق نہیں کیونکہ اَنْتَ رَسُوْ لَ اللّٰہ اور یَا رَسُوْلَ اللّٰہ دونوں ہی حاضر کے جملے ہیں۔

آج مسلمان بھی اپنی محفل میلاد پاک میں ایسی ہی تقریریں اور نعتیں پڑھتے ہیں اگر چہ میں (مفتی اقتدار نعیمی) نے یہ تحقیق کسی کتاب میں تو نہیں پڑھی کہ نبی پاک ﷺ نے یہ محفل میلاد کس دن کس ماہ اور کس کے عرض و معروض پر قائم فرمائی البتہ مجھے صوفی غلام قادر صاحب گلزار مدینہ والی سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دفعہ فرمایا کہ میرے پیر و مرشد باباجی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ محفل میلاد شریف حجۃ الوداع کے سال بارہ ربیع الاول شریف کو مسجد نبوی پاک میں منعقد ہوئی تھی اس میں صحابہ کی کثیر تعداد تھی۔ (یہ وہی باباجی علیہ الرحمۃ ہیں جن کی فرمائش پر والد صاحب قبلہ حکیم الامت علیہ الرحمۃ نے شانِ حبیب الرحمٰن کتاب لکھی)۔(۵۸)

ذکر نبی ﷺ سننے کیلئے لوگوں کا کسی عالم کے پاس آنا محفل سجانا۔ حدیث شریف میں ہے

''روایت ہے حضرت عطا بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے انہوں نے فرمایا کہ میں نے عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے صرف اس لیے ملاقات کی کہ مجھ کو نبی کریم ﷺ کی شانیں بیان کرو اور خبر دو مجھ کو حالاتِ مبارکہ کی۔ (۵۹)

دوسری حدیث پاک:

''حضرت خارجہ بن زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ

بہت سے لوگ حضرت زید بن ثابت کے گھر میں داخل ہوئے اور ان کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم کو پیارے آقا ﷺ کی حدیثیں اور باتیں سنائیے۔''(۶۰)

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ حضور اقدس ﷺ کے ذکر کی محفل منعقد کرنا سنت صحابہ ہے۔

چوتھا عمل......ذکرِ ولادت اور سیرت طیبہ

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَذَكِّرْ هُمْ بِاَيَّامِ اللّٰهِ (۶۱)

ترجمہ: اور ذکر کروان امت والوں سے اللہ کے دنوں کا

یہاں ارشاد ہے ذَكِّـــرُ باب تفعیل کا امر حاضر نحوی قانون کے مطابق باب تفعیل کے پانچ وزن پر مصدر ہوتے ہیں جن میں سے ایک تَذْکِـرَۃٌ ہے اس کا معنیٰ ہے ''کسی کی یادگار قائم کرنا یادگار منانا'' اور جب اس کا مفعول بہ بھی موجود ہو تو معنٰی ہوگا ''یادگار منوانا''۔ اس آیت میں دونوں باتیں ہیں۔ (اول) باب تفعیل بھی (دوم) ''ھم ''ضمیر مفعول بہ بھی ہے، لہٰذا ترجمہ یوں ہوگا کہ ''یادگار منواؤ''۔ (۲۶)

بقاعدہ اصول فقہ، امر اصلاً وجوب کیلئے ہوتا ہے۔ گویا کہ یادگار منوانا، یاد تازہ رکھنا حکم واجبی ہے۔ نہ منانے والا گناہ گار ہے آگے ارشاد ہے ''بایام اللّٰـہ ''۔ اللہ کے دنوں کی یاد مناؤ۔ باعتبار ملکیت تو سب دن ہی اللہ جل شانہٗ کے ہیں مگر یادگار منانے والے کچھ خصوصی دن ہیں۔ جن میں اللہ کے پیارے تشریف لائے۔ اس سے واضح

اور کیا دلائل ہو سکتے ہیں، جن سے عید منانے کا قرآنی اور ربانی حکم ظاہر ہو رہا ہے۔ اب جو یوم عید میلاد منانے کا منکر ہو وہ صاف حکم خدا کا منکر ہے اس آیت میں بظاہر حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم الٰہیہ ہے مگر حقیقتاً تا قیامت امت مسلمہ کو حکم دیا جارہا ہے اور اگر غور کیا جائے تو عید الفطر یوم قرآن منانے کا نام ہے اور عید لاضحیٰ یوم ابراہیم و اسماعیل علیہما اسلام منانے کا نام ہے اور ان دو عیدوں سے زیادہ اہم عید میلاد النبی ﷺ منانا ہے کیونکہ یہ اللہ کا سب سے بڑا دن ہے۔(۶۲)

پانچواں عمل...... چراغاں کرنا، پرچم لہرانا، جلوس نکالنا

یہ تو آیت قرآنیہ سے ثابت ہو گیا کہ دن منانا بالکل جائز ہے بلکہ اللہ کے دن منانا بہت ضروری اور واجب ہیں۔ اسی کے تحت آقائے دو عالم ﷺ کے تشریف لانے کا دن منانا اور اس دن خوشیاں کرنا اشد ضروری ہے مگر اس عید میلاد کے منانے کا طریقہ ہم کو صحابہ کرام کے اس عمل سے ملا جو مدینہ منورہ کے انصار صحابہ رضی اللہ عنہم نے نبی پاک ﷺ کی آمد پر اختیار فرمایا اور نبی پاک ﷺ کی موجودگی میں وہ عمل کیا، حضور اقدس ﷺ نے اس طریقے پر خوشی کا اظہار فرمایا۔

فصعد الرجال والنّساء فوق البیوت وتفرق الغلمان والخدم فی الطرق ینادون یا محمد یا رسول اللّٰہ یا محمد یا رسول اللّٰہ (۶۴)

ترجمہ: جب سرور انبیاء ﷺ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو لوگوں نے خوب جشن اور خوشی منائی اس طرح کہ مردوں اور عورتوں نے اپنی چھتوں پر چڑھ کر اور نوجوان لڑکے نوکر چاکر غلام و خدام وغیرہ راستوں میں پھرتے

تھے اور نعرۂ رسالت لگاتے تھے اور کہتے تھے یا محمد یا رسول اللہ یا محمد یا رسول اللہ ﷺ۔

مسلم شریف کی اس حدیث پاک سے موجودہ جشن عید میلاد منانے کا مروجہ طریقہ بڑے صاف انداز سے ثابت ہوا، نہ ہی کسی تردد کی ضرورت ہے نہ اگر مگر کی گنجائش۔ اسی عمل شریف کو عید میلاد کا جلوس کہا جاتا ہے اور اسی سنتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے مطابق آج جلوس میں نعرۂ رسالت لگائے جاتے ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ آج سے چودہ سو سال پہلے صحابہ کرام نے نبی اکرم ﷺ کی جس آمد کی خوشی میں یہ جلوس نکالا وہ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ تک تھی اور آج جس آمد کی خوشی میں جلوس سجائے اور بنائے جارہے ہیں وہ پیارے نبی ﷺ کی عرش سے فرش تک آمد کی خوشی کے اظہار میں ہیں۔ وہ بھی تمام صحابہ بلکہ خود آقاء کائنات ﷺ نے عید میلاد کی خوشی فرمائی۔ کسی نے بازاروں میں جلوس نکال کر کسی نے چھتوں پر چڑھ کر اس جلوس کا دیدار کر کے اور نبی پاک ﷺ نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے گھر تشریف فرما ہو کر اس جلوس کی خبریں سن کر خوشی کا اظہار فرمایا۔ اگر یہ جلوس نکالنا غلط ہوتا تو اسی وقت نبی پاک ﷺ منع فرمادیتے یا کوئی آیت نازل ہو جاتی اور یہ آج بھی مسلمانوں کا جلوس جشن عید میلاد سرور کائنات ﷺ کی خوشنودی کے عین مطابق ہے۔ وہ ہجرت والا جلوس حضرت ابو ایوب انصاری کے گھر میں بیٹھ کر نبی اکرم ﷺ نے ملاحظہ و مشاہدہ فرمایا۔ اور آج ہمارے جلوس، گنبدِ خضراء میں عظیم الشان دربار رونق افروز ہو کر مشاہدہ فرما رہے ہیں۔ اور کبھی اپنے غلاموں پر کرم فرمانے کیلئے جلسوں اور جلوسوں میں تشریف بھی لاتے ہیں اس لیے کہ آپ ﷺ حاضر و ناظر ہیں۔ صَلَّی اللّٰـهُ تَعَالیٰ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِیِّ وَآلِهٖ وَ

صَحْبِہٖ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم صَلٰوۃً وَّسَلَامًا عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ

تبع اسعد الحمیری کا جلوس میلاد نکالنا:

تبع حمیری یمن کی حمیری سلطنت کا حاکم تھا۔ اسی نے سب سے پہلے بیت اللہ شریف پر غلاف چڑھایا، اور جب سے اسے معلوم ہوا کہ آخری نبی ﷺ یہاں مکہ میں جلوہ گر ہوں گے تو یہ اپنے اہل وعیال کے ہمراہ مکہ میں مقیم ہوگیا اور اپنی سلطنت کو ٹھوکر ماردی، چونکہ یہ یمن کا رہنے والا تھا اور یمن ٹھنڈا ملک ہے اس لیے مکہ کے موسم کی شدت کے باعث تبع حمیری (یثرب) مدینہ منورہ آکر آباد ہوگیا کہ اسے کتب توریت وانجیل سے یہ معلوم ہوگیا تھا کہ ختم مرسلاں ﷺ ہجرت فرما کر یہیں تشریف لائیں گے۔ یہ پہلی صدی عیسوی کے نصف اول کی بات ہے یعنی نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری سے سوا پانچ سو برس پہلے۔ جب تبع حمیری کا آخری وقت آیا تو اس نے بستر مرگ پر اپنے بچوں کو بلا کر یہ وصیت کی کہ افسوس میں نے آخری رسول ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل نہیں کیا، میرے بعد شاید تمہیں یہ سعادت مل جائے لہٰذا میں نے یہ تحریر اپنے ایمان لانے کی لکھ دی ہے جو اللہ کے پیارے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیش کر دینا، اور یہ یاد رکھنا کہ ہم نے محض آخری رسول ﷺ کی محبت میں سرشار ہوکر اپنے آباؤ اجداد کی سرزمین اور عظیم الشان سلطنت کو چھوڑ دیا ہے اور اس یاد کو قائم رکھنے کیلئے کہ ہم اس شہر مدینہ منورہ (یثرب) میں کیوں آباد ہوئے ہیں تم اپنی نسلوں کو یاد دلاتے رہو اور اہلِ شہر کو بھی یہ باور کراتے رہو۔

تبع حمیری کے انتقال کے بعد اس کی اولاد نے باپ کی اس وصیت پر عمل کرتے

ہوئے ماہانہ اور سالانہ ایک جلسہ اور ایک جلوس منعقد کرنے کا اہتمام رکھا جس میں نبی آخرالزماں ﷺ کی تشریف آوری کا بیان ہوتا، عشق ومحبت کا مظاہرہ ہوتا اور جلوس کے ذریعے اہلِ شہر کو بتایا جاتا کہ ہم ہزاروں میل دور سے آکر یہاں آباد ہوئے ہیں۔ جس کا مقصد واحد حبیب خدا ﷺ کی ذات پر ایمان لانا ہے ان سے ملاقات کا شرف حاصل کرنا ہے۔ تقریباً تبع حمیری کی سات نسلیں اس پر عمل کرتی رہیں تا آں کہ وہ وقت سعید آیا جب اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب ﷺ کو مکہ مکرمہ میں جلوہ گر فرمادیا اور پھر حضور ﷺ اپنے دارالہجرت مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔

''رسول اکرم ﷺ جب حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے گھر مہمان ہوئے تو میزبان نے اپنے دومنزلہ مکان کا جغرافیہ بیان کرتے ہوئے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ آپ گھر کے کس حصے میں رونق افروز ہونا پسند فرمائیں گے؟ حضور ﷺ نے اپنے قیام سے متعلق سوال کا جواب دینے سے پہلے اپنا مختصر سامان ان کے حوالے کرتے ہوئے فرمایا کہ اے ابو ایوب! پہلے تبع حمیری کا خط مجھے دو جس پر حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے ایک پرانے صندوق سے بوسیدہ کپڑے پر لکھی ہوئی تحریر حضور ﷺ کے حوالے کی جس تحریر کو خود انصاری صحابی پڑھنے کی اہلیت نہیں رکھتے تھے کہ یہ قدیم زمانے کی تحریر تھی۔ مگر جب حضور ﷺ (معلم کائنات) نے تحریر کو ملاحظہ فرمایا تو تبع اسعد الحمیری کے ایمان کو قبول فرما کر اس کے حق میں دعا فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ وہ جنت کے باغوں میں ہے۔'' (۶۵)

واضح رہے کہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ، یا تو تبع اسعد الحمیری کی اولاد میں سے تھے یا تبع کے خدام کی اولاد میں سے تھے۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم ورضوعنہم)

پرچم لہرانے کا ثبوت:

جب آقائے دوجہان ﷺ اس دنیا میں جلوہ گر ہوئے تو شب ولادت حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ایک جھنڈا کعبہ کی چھت پر آویزاں کیا اور مشرق ومغرب میں دو جھنڈے لہرائے گئے۔ یہ اہتمام اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے تھا۔ (۶۶)

چراغاں کرنے کا ثبوت:

جب آقائے دوجہاں ﷺ اس دنیا میں جلوہ گر ہوئے تو غیبی طور پر ایسا نور ظاہر ہوا جس سے مشرق تا مغرب سب روشن ہوگئے اور حضرت ام النبی سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں اس نور کی روشنی میں، میں نے ملک شام کے محلات اور بازار اور راہوں میں چلنے والے قافلوں میں شامل اونٹوں کی گردنوں کو بھی دیکھ لیا۔ (۶۷)

جب آقائے دوجہان ﷺ معراج پر تشریف لے گئے تو وہاں نبی کریم ﷺ کی آمد کی خوشی میں رب تعالیٰ نے سدرہ بیری کے درخت کو سجایا۔ نور سے اور سبز پرندوں سے اور سدرہ بیری چھٹے آسمان سے ساتویں آسمان تک ہے۔ آسمانوں کا فاصلہ تو احادیث میں مذکور ہی ہے۔ گویا اتنا لمبا راستہ رب تعالیٰ نے پیارے حبیب ﷺ کی آمد پر سجایا اور بہت ہی شان سے قرآن مجید میں سورۃ النجم کے اندر اس کا اظہار فرمایا چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے اِذْ یَغْشَی السِّدْرَۃَ مَا یَغْشٰی ﴿۱۶﴾ ترجمہ: جس وقت چھا گئے تھے سدرہ پر وہ (انوار) جو چھا گئے۔

یہاں لفظ ''اِذْ'' ظرف زمان بتارہا ہے کہ بیری کا درخت تو پہلے سے تھا مگر یہ انوار کا چراغاں آج معراج کیلئے خصوصی طور پر ہوا۔ مقام غور تو یہ ہے وہاں بیری اگائی کیوں گئی۔ ہزار حکمتوں کے علاوہ یہ بھی بتانا مقصود ہے کہ کسی کی آمد کی خوشی منانے کیلئے درختوں کو سجانا اور چراغاں کرنا سنت الٰہیہ ہے۔ اس آیت کی تفسیر میں مفسرین کے اقوال حسب ذیل ہیں۔ **نمبر۱:** نورانی پرندوں نے اور ان کے علاوہ (انوار) نے بیری کو (سجاوٹ کیلئے) گھیرا۔ **نمبر۲:** وہ نورانی مخلوق فرشتے تھے جنہوں نے پرندوں کی شکل میں آکر اس بیری کو گھیرا یا پرندوں کی طرح اس کے آس پاس اڑتے پھرتے تھے۔ (۶۸)

اس چراغاں کا پورا نقشہ تو نبی اکرم ﷺ ہی جانتے ہیں۔ ہم ذرا یہ سوچیں کے اگر کسی باغ کے کسی درخت پر لاکھوں کی تعداد میں جگنوں بیٹھ جائیں تو کیسی پیاری زینت اور کیسا خوب صورت نظارہ ہوگا۔ **نمبر۳:** چھا گئے تھے اس درخت پر فرشتے کسی خاص پرندوں کی شکل میں۔ یا چھا گئے تھے اس درخت پر انوار الٰہی۔ (۶۹)

نمبر۴: حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ ڈھک لیا تھا اس کو رب تعالیٰ کے نور نے اور ایک قول ہے کہ ڈھک لیا تھا اس درخت کو سبز رنگ کے پرندوں نے جن کا نام رفرف ہے۔ (۷۰)

یہ مختلف اقوال مفسرین اور محدثین کے ہیں۔ جن سے ثابت ہوا کہ آسمانوں پر یوم النبی ﷺ کس شان سے منایا گیا۔ رب تعالیٰ نے بڑی اہمیت سے اس چراغاں کا ذکر فرمایا مگر اللہ کریم جل وعلا نے وضاحت نہ فرمائی کہ کس طرح چراغاں فرمایا۔ مَایَغْشٰی

کہہ کرصرف اشارہ فرمادیا یعنی سجاوٹ اور روشنی ہوئی جو بھی ہوئی ہوگی۔ تاکہ فرش پر یوم النبی ﷺ منانے والوں کے لیے بھی عام اجازت ثابت ہو جائے کہ آمد مصطفیٰ ﷺ میں خوشی مناتے ہوئے چراغاں ضرور کرو خواہ کسی طرح کرو۔ اس آیت سے آمد مصطفیٰ ﷺ کی خوشی میں شاندار مضبوط دلیل حاصل ہوتی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ سورۃ توبہ آیت نمبر ۱۸، پارہ دہم...... اِنَّمَا یَعۡمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰهِ مَنۡ آمَنَ بِا اللّٰهِ ترجمہ: فقط وہی لوگ اللہ تعالیٰ کی مسجدیں آباد رکھتے ہیں جو اللہ پر ایمان لائے۔ مسجد کی تعمیر مسجد کی آبادی ہے چنانچہ مفسرین کہتے ہیں کہ مسجد بنانا اور خوب صورت فرش بچھانا اور زینت کے لیے چراغاں (بہت زیادہ روشنی) کرنا بھی مسجد کو آباد کرنے کے مترادف ہے۔ مسجدوں میں چراغوں سے زینت کرنا مسجد کی آبادی ہے۔ (۷۱)

ان حوالوں سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے مومن کی نشانی یہ بھی بتائی کہ وہ موقع بموقع اللہ کی مسجدوں میں چراغاں اور زیب وزینت کرتے ہیں۔ اگر قلب مومن سے پوچھا جائے تو جشن میلاد سے بہتر چراغاں کرنے کا کون سا موقع ہوگا۔

''روایت ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے مسجد بیت المقدس بنوائی تو زیادہ سے زیادہ اس میں زینت (خوبصورتی) کی یہاں تک کہ قبہ شریف کے اوپر کبریت احمر کا چراغ بنوایا۔ یہ اس زمانے میں بہت ہی قیمتی چیز تھی (آج تو نایاب ہے) اور کئی میل روشنی جاتی تھی اور بارہ میل تک اس کی روشنی میں عورتیں چرخہ کات لیتی تھیں اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے حکم دیا تھا کہ سونے کے ایک ہزار سات سو چراغ بنائے جائیں اور ان کی

زنجیریں چاندی کی ہوں۔ ان چراغوں سے مسجد شریف میں چراغاں کیا جاتا تھا۔'' (۷۲)

دیکھئے حضرت سلیمان علیہ السلام اللہ کے رسول ہیں اور ضرورت سے کہیں زیادہ صرف زینت اور خوشی کیلئے چراغاں فرما رہے ہیں۔

حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے سب سے پہلے نبی کریم رؤوف ورحیم ﷺ کی موجودگی میں مسجد نبوی شریف میں بہت شاندار چراغاں کیا تو نبی کریم ﷺ نے دعائیں دیں۔ چنانچہ ارشاد ہے کہ:

''جب حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ بیت المقدس میں چراغاں دیکھ کر مدینہ منورہ آئے تو ان کے ساتھ بہت زیادہ چراغ اور بتیاں اور تیل تھا انہوں نے ان چراغوں کو مسجد کے ستونوں کے ساتھ لٹکا دیا اور سب روشن کیے گئے تو آقا ﷺ نے فرمایا تم نے ہماری مسجد کو منور کیا۔ اللہ تعالیٰ تم پر نور ڈالے یا تم کو منور کرے۔ (۷۳)

کیسی قسمت ہے حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی۔ چراغاں کرنے کے صلے میں کیسی ابدی دعائیں مل گئیں۔ بس یوں لو کہ آج سنی مسلمان بھی اپنے آقا کی دعائیں لینے کیلئے جشن میلاد پر مسجدوں اور گھروں کو چراغاں سے سجاتے ہیں۔

روایت ہے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے فرمایا انہوں نے کہ فرمایا آقا ﷺ نے جس شخص نے ہماری کسی بھی مسجد میں چراغاں کیا تو فرشتے اور حاملین عرش اعظم اس کیلئے بخشش مانگتے ہیں۔ جب تک اس مسجد میں اس کی روشنی رہے۔ (۷۴)

جس نے مسجد میں ایک چراغ بھی جلایا تو اس کیلئے دعائیں ہیں۔ اس میں یہ حکم عام ہے اور ہر مسلمان کو دعوت دی جارہی ہے۔ اب اگر ہر شخص ایک ایک چراغ لے

کر آئے تو ضرورت سے کہیں زیادہ چراغ آجائیں گے جس سے زینت ہوگی اور اس زینت پر دعاء ملائکہ حاصل ہوگی تب بھی چراغاں کرنے پر ثواب مل گیا۔ بہرحال خوشی کیلئے کثرت سے روشنی کرنا گناہ یا فضول خرچی نہیں بلکہ اللہ ورسول کی خوشنودی ہے۔ اس کو برا کہنے اور منع کرنے والے شریعت کی مخالفت کرتے ہیں۔

محفل میلاد کیلئے مال و دولت خرچ کرنا۔ بالکل جائز، کار خیر اور بہت باعث برکت ہے۔ چنانچہ سورۂ یونس آیت نمبر ۵۸ پارہ نمبر ۱۱...... هُوَ خَيۡرٌ مِّمَّا يَجۡمَعُوۡنَ ''(ترجمہ) وہ یعنی رحمت اللعالمین کے آنے کی خوشی منانا اچھا ہے اس مال و دولت وغیرہ سے جو وہ منکرین جمع رکھتے ہیں بلکہ اعمال وعبادات سے بھی'' اس آیت میں اقتضاء النص سے ثابت ہو رہا ہے کہ اظہار خوشی ہوتا ہی دولت خرچ کرنے سے ہے ورنہ فَلۡيَفۡرَحُوۡا اور مِمَّا يَجۡمَعُوۡنَ کو صاف صاف ذکر نہ کیا جاتا۔

شیخ الاسلام امام شہاب الدین احمد بن حجر مکی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو ۳۴ سال ۲۲ رجب ۹۴۰ھ سے ۹۷۴ھ، بمطابق ۲۴ فروری ۱۵۲۷ء تک حرم شریف مکہ معظّمہ کے مفتی اعظم مقرر رہے انہوں نے مکہ مکرمہ میں بیٹھ کر ہی میلاد پاک کے ثبوت میں ایک کتاب ''نعمتِ کبریٰ'' تصنیف فرمائی۔ یہ دسویں صدی ہجری کے امام اہل سنت تمام عرب کے مفتی اعظم۔ ان کا تذکرہ مطبوعاتِ مصر، قاہرہ اور بغداد شریف کی فہرست تواریخ وادب اور کشف الظنون جیسی معتبر کتب مفہرس مورخین و مصنفین میں میں بہت شاندار طریقہ سے ملتا ہے اور امام ابن حجر کی ذاتِ گرامی بین الاقوامی طور پر مقبول ہے۔ ان کی تصنیف نعمۃ الکبریٰ علی العالم فی مولد سید ولد آدم کعبہ مکرمہ کی لائبریری میں بھی موجود ہے۔ اس کتاب میں میلاد شریف منانے کے

آداب وطریقے بیان کیے گئے ہیں۔

چھٹا عمل......کھڑے ہوکر سلام پڑھنا

کھڑے ہوکر سلام پڑھنا اس میں دو عمل ہیں اول کھڑا ہونا، دوم سلام پڑھنا۔ یہ دونوں کام بھی قرآن وحدیث اور عمل صحابہ وتابعین اور بزرگانِ دین سے ثابت ہے چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:

اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلَائِكَتُهٗ يُصَلُّوۡنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓا اَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡ صَلُّوۡ عَلَيۡهِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِيۡمًا (۷۵)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں نبی ﷺ پر، ایمان والو تم بھی درود بھیجوان پر اور خوب خوب سلام بھیجو (کنزالایمان)

یہ قانون نحو میں موجود ہے کہ مفعول مطلق تاکید اور مبالغہ (زیادتی، کثرت) کیلئے آتا ہے آیت میں درود شریف کے ساتھ مفعول مطلق نہیں مگر سَلِّمُوۡا کے ساتھ تَسۡلِيۡمًا مفعول مطلق موجود ہے جس سے ثابت ہوا کہ اگرچہ ذکر میں صیغۂ صلوٰۃ کا حکم پہلے سلام کا بعد میں مگر اہمیت سلام کی زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ چھ ۶ طرح سے۔

اول: یہ کہ نماز پڑھنے میں سلام پہلے ہے اور صلوٰۃ بعد میں۔ **دوم**: یہ کہ نماز میں سلام واجب ہے درود سنت۔ **سوم**: یہ کہ سلام دو مرتبہ درود شریف ایک مرتبہ یعنی قعدۂ آخر میں پڑھا جاتا ہے۔ **چہارم**: یہ کہ سلام حاضر وناظر کے صیغے سے اَلسَّلام عَلَيۡكَ اَيُّهَا النَّبِيّ پڑھتے ہیں مگر درود شریف غائب کے صیغے سے۔ **پنجم**: یہ کہ سلام بغیر درود

شریف پڑھنا اور کرنا، جائز ہے کہ سلام پڑھتے وقت نبی کریم ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے کا عقیدہ بنانا واجب ہے اور رب کا وجوبی حکم ہے۔ ششم : یہ کہ درود شریف ابراہیمی میں یہ اظہار نہیں ہے تو نماز کے اندر سلام پڑھنے کا حکم تھا اس لیے بیٹھ کر سلام پڑھا گیا۔لیکن زمانہ صحابہ سے لے کر آج تک مدینہ منورہ میں ہر نماز کے بعد روضۂ انور اور مسجد نبوی میں کھڑے ہو کر بالکل اسی طرح ہاتھ باندھ کر حاضر و ناظر سمجھ کر مخاطب کے صیغے سے سلام پڑھا جاتا ہے۔جس طرح آج کل عید میلا دالنبی ﷺ میں کھڑے ہو کر پڑھا جاتا ہے۔صرف زبان اور طرز تکلم میں کچھ فرق ہو جاتا ہے۔خیال رہے کہ قیام چار قسم کا ہے۔

اول: قیام ضرورت ......جیسے دن رات آنے جانے اور بیٹھنے اٹھنے میں کھڑا ہونا پڑتا ہے۔

دوم: قیام عبادت......جیسے نماز میں اٹھنا رکعت پڑھنا۔رب تعالیٰ فرماتا ہے قُوْمُوْ لِلّٰہِ قَانِتِیْنَ ۔

سوم: قیام تعظیم......کسی کے احترام میں کھڑا ہونا۔خواہ کسی شخص کا احترام یا کلام کے تبرکات کے احترام میں قیام کرنا۔تینوں قسم کی تعظیم کا جائز ہونا احادیث مبارکہ سے ثابت ہے۔

چہارم: قیام خوشی ......خوشی ہونے یا پانے یا ملنے کے وقت اظہار خوشی کیلئے کھڑا ہو جانا۔

چونکہ عید میلا دالنبی ﷺ کے موقع پر بے انتہا خوشی بھی ہے اور اپنے آقا ﷺ کو سلام

کرنا ہے اس سلام کی تعظیم بھی ہے۔لہٰذا کھڑا ہونا عین ضروری ہے۔

روایت ہے حضرت ابوسعید خدری سے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اے انصار صحابہ کھڑے ہو جاؤ تم اپنے سردار کیلئے ۔" یہ تعظیم حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی کرائی گئی۔(۷۶)

روایت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے کہ آقا ﷺ ہمارے پاس بیٹھا کرتے تھے اور گفتگو ارشاد فرمایا کرتے تھے ہمارے ساتھ تو جب آپ کھڑے ہوتے ہم بھی ایک دم کھڑے ہو جاتے اور اس وقت تک کھڑے رہتے جب تک ہم دیکھ نہ لیتے کہ آپ کسی بیوی صاحبہ کے گھر اندر تشریف لے گئے ہیں ۔ (۷۷)

ان دونوں حدیثوں سے بزرگوں کی تعظیم کیلئے کھڑا ہونا ثابت ہو رہا ہے کیونکہ پہلی روایت میں حکم رسول ﷺ سے قیام ثابت ہوا اور دوسری میں ماضی استمراری اور مفعول مطلق سے قیام ثابت ہوا۔یعنی فوراً کھڑا ہونا اور اکثر ایسا ہوتا تھا۔

ایک اور حدیث شریف سے کلام رسول ﷺ کی تعظیم کیلئے کھڑا ہونا بھی ثابت ہوتا ہے۔(۷۸)

فقہا فرماتے ہیں کہ نماز کا قیام تلاوتِ قرآن مجید کی تعظیم کیلئے فرض ہوا۔اس طرح دیگر تبرکات کی تعظیم کیلئے کھڑا ہونا بھی لازم ہے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے زمزم شریف کو کھڑے ہو کر پیا۔آج بھی یہ حکم ہے کہ آب زمزم کی تعظیم کیلئے اس کو کھڑے ہو کر پینا چاہئے۔اسی طرح وضو کے بچ جانے والے پانی کا حکم ہے۔خوشی میں کھڑا ہونا بھی جائز ہے چنانچہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ حضرت خاتونِ جنت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیلئے کھڑے ہو جایا کرتے تھے۔(۷۹)

ان دلائل سے ثابت ہوا کہ آقائے کائنات ﷺ کے سلام کے وقت خوشی اور تعظیم سے کھڑا ہونا بہت ضروری ہے۔خود یہ مخالفین بھی اپنے بڑوں اور معزز مہمانوں کیلئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔جو اس وقت نہ شرک ہے نہ بدعت،عداوت صرف نبی اکرم ﷺ کے لیے قیام سے ہے۔

ساتواں عمل......جلسۂ میلاد کے بعد دعا مانگنا

عید میلا دالنبی ﷺ کی محفلوں میں بڑے اہتمام سے رب کے حضور حاضری دیتے ہوئے مسلمان دعائیں کرتے ہیں یہ بھی قرآن پاک اور احادیث مطہرات سے جائز و ثابت ہے۔اگر چہ رب تعالیٰ سے ہر وقت ہی دعا مانگنا جائز اور بہتر ہے مگر مقدس مقامات اور پاکیزہ ذکر اور بہترین محفلوں میں دعا مانگنا بہت ہی فائدہ مند ہے اور باعث قبولیت ہے۔قرآن مجید میں ایسی دعا کی بھی شان کا اظہار اور جواز مذکور ہے چنانچہ پارہ۳،سورۃ آل عمران،آیت نمبر ۳۸ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ

"ترجمہ: حضرت زکریا علیہ السلام نے (حضرت مریم کے قرب کو باعث برکت اور وقت قبولیت سمجھتے ہوئے) وہیں پر کھڑے کھڑے فوراً اپنے رب تعالیٰ کے حضور دعا مانگی۔"

اس آیت میں ثابت ہوا کہ اچھی محفلوں میں دعا مانگنا سنت انبیاء علیہم السلام ہے۔آج دنیائے کائنات میں مسلمانوں کیلئے محفل میلاد اور ذکر مصطفیٰ ﷺ کی محفل سے زیادہ کون سی محفل مقدس ومطہر ومنور ہو سکتی ہے؟۔اس لیے تمام مسلمان عید میلاد

النبی ﷺ کے دن تمام ذکر اذکار سے اپنے قلب و زبان کو مزین کرنے کے بعد اپنی دعائیں عرض کرتے ہیں۔اور تجربہ ہے کہ اس محفل کی دعا ضائع نہیں ہوتی۔

آٹھواں عمل......رزق حلال سے دسترخوان سجانا

محفل عید میلا دالنبی میں اختتام پر مسلمان اپنے آقا و مولیٰ کی خوشی میں آقا ﷺ کے نام پر ایصال ثواب اور شرف قبولیت کیلئے عمدہ کھانے پکا کر ہر امیر غریب کو کھلاتے ہیں جس سے ثواب کے علاوہ امراء کے ذریعہ غرباء کی پرورش ہو جاتی ہے۔منکرین اس کے بھی مخالف ہیں۔لیکن شریعت میں یہ کام بالکل جائز اور باعث برکت ہے۔ اس کے بھی ثبوت بہت زیادہ ہیں۔

پہلی آیت:

فَكُلُوا مِنْهَا وَ اَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيرَ (سورۃ حج آیت ۲۸)

ترجمہ: اللہ کے دیے ہوئے رزق سے خود بھی کھاؤ اور ضرورت مند (مصیبت زدہ) محتاج فقیر کو بھی کھلاؤ۔

اگر چہ یہ آیت حاجیوں کو اور قربانی کرنے والوں کو گوشت کھلانے کا حکم دی رہی ہے مگر مقصد ہر وقت عام ہے۔

دوسری آیت:

وَلَا يَحُضُّ عَلَىٰ طَعَامِ الْمِسْكِينِ (سورۃ الماعون آیت ۳)

ترجمہ: یہ کافر لوگ مسکین کو کھانا کھلانا پسند نہ کرتے تھے نہ کھلانے دیتے تھے۔

تیسری اور چوتھی آیت:

وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّ يَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا O اَنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَاءً وَّ لَا شُكُوْرًا O (سورۃ دھرالانسان آیات ۸۔۹)

ترجمہ: (رب کے عاشق بندے) کھانا کھلاتے ہیں فقط اس کی محبت میں مسکینوں کو یتیموں کواور اسیروں کو (اور یہ کہتے ہیں کہ) ہم تو فقط اللہ کی خوشنودی کیلئے تم کو کھانے پکا کر کھلا رہے ہیں۔تم سے کسی جزا یا شکریہ کے طالب نہیں ہیں۔

یہ تو رب تعالیٰ نے قیامت تک مومنوں کی نشانیاں بتائیں کہ ہر طریقے سے میلاد وغیرہ کے ذریعے مسلمان بندے عاشق رسول وعوام اہل سنت اپنے غریب دوستوں ساتھیوں، پڑوسیوں وغیرہ کو کھانا کھلاتے رہیں گے اور قیامت تک وعظ نصیحت کے ذریعے امراء اور وزراء وغیرہ کو گیارہویں، بارہویں اور ہر خوشی کے موقع پر کھلانے کی رغبت دیتے رہیں گے۔ بلکہ حقیقت ہے کہ اسلام نے جتنا کھلانے کا حکم دیا ہے اتنا تو کسی نے نہیں دیا۔ یہ عقیقہ، یوم ولادت کی یادگار ہے ولیمہ شادی نکاح کی یادگار ہے، تیجہ دسواں، چالیسواں، قربانی وغیرہ سب غریب پروری کے ذرائع ہیں۔مگر رب تعالیٰ نے بے دینوں کی یہ نشانی بتائی ہے کہ نہ خود کھلاتے ہیں اور نہ کھلانے دیتے ہیں۔

پانچویں آیت:

وَلَا تَحٰٓضُّوْنَ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ (سورۃ الفجر آیت نمبر ۱۸)

ترجمہ: اور وہ (گمراہ، بے دین، کفار) ذرا رغبت نہیں دلاتے مسکین کو کھانا

کھلانے پر۔

باب سوم کا حاصل مطالعہ:

جشن عید میلادالنبی ﷺ میں یہ آٹھ اعمال ہوتے ہیں۔ جو سب کے سب قرآن مجید اور احادیث طیبہ سے ثابت ہو رہے ہیں۔ جب جزوی طور پر علیحدہ علیحدہ میلاد شریف کا ہر عمل جائز ہے اور اللہ تعالیٰ کا حکم اور پسند ہے تو ان نیک کاموں کا مجموعہ کیونکر منع ہوگا۔دن متعین کرنا بھی رب کا حکم ہے۔عید، بقرعید، حج، روزے سب کو ہی رب نے دنوں اور وقتوں سے معین کیا ہے۔آگے پیچھے کرنے والا غلط ہے۔اسی طرح دنیوی کام بغیر تعین ناممکن ہیں۔ یہ منکرین بھی اپنا ہر کام ماہانہ۔سالانہ معین کرتے ہیں۔ وہ تقرر نہ شرک ہے نہ کفر نہ بدعت نہ گناہ۔ دکھ تو صرف پیارے آقا ﷺ کے میلاد پر ہے۔اور دشمنی وعداوت صرف ذکر مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا سے ہے۔

ہم نے جن کثیر دلائل سے عید میلادالنبی ﷺ کو ثابت کیا ہے۔مخالفت میں ایک بھی دلیل پیش نہیں کی جاسکتی۔ اور نہ ہی آج تک کسی کو جرأت ہوئی صرف اہل سنت ہی وہ پاکیزہ جماعت ہے کہ قرآن مجید اور احادیث مطہرات اس کی ہر جگہ تائید فرماتی ہیں ورنہ کسی فرقہ کے کسی بھی عقیدے کا ساتھ قرآن وحدیث نہیں دیتے۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عید میلاد ہی کی صورت میں یوم نبی ﷺ منایا اور ہم سے زیادہ منایا۔آج مسلمان سالانہ مناتے ہیں مگر صحابہ کرام نے ہفتہ وار منایا۔ صرف فرق اتنا ہوا کہ آج مسلمان غریبوں کو کھانا کھلا کر اور کھا کر عید مناتے ہیں مگر صحابہ نے روزہ رکھ کر۔سحری وافطار کر کے یوم النبی ﷺ منایا۔

پوچھا گیا آقائے کائنات ﷺ سے پیر کے دن روزہ رکھنے کی اجازت میں تو آپ نے فرمایا کہ اسی دن میں ہم بھیجے گئے ہیں اور اسی دن میں ہم پر پہلی وحی نازل فرمائی گئی ہے۔(۸۰)

بغیر کسی الجھن کے اس حدیث پاک سے یوم النبی ﷺ منانے کا صاف ثبوت مل رہا ہے۔ تین وجہ سے۔ پہلی یہ کہ صحابہ کرام صرف پیر کے دن روزہ رکھنے کی خصوصیت سے اجازت طلب کر رہے ہیں۔اس کے علاوہ کسی اور دن کی اجازت یا سوال کا ذکر کسی اور حدیث شریف میں نہیں ہے۔غیب جاننے والے پیارے نبی ﷺ بھی صحابہ کرام کی قلبی کیفیت اور دلی چاہت جان کر اسی کے مطابق روزے کی اجازت کے ساتھ ساتھ اس روزے کی شان بھی بیان فرما رہے ہیں۔دوسری وجہ یہ کہ ولادت پاک تو مشہور زمانہ ہے۔ دنیا میں اپنے پرائے بلکہ کاہنوں نجومیوں کے علاوہ فارس کے محلات تک سب کو معلوم ہے کہ پیارے آقا ﷺ کی ولادت کا دن تاریخ اور مہینہ اور سال کیا ہے۔صحابہ بھی جانتے ہیں اس لیے صحابہ کبار صرف عید میلاد منانے کیلئے اس روزے کی اجازت طلب کر رہے ہیں۔لیکن نبی پاک صاحبِ لولاک ﷺ وجوب میں دو چیزیں بیان فرماتے ہیں۔ ولادت اور نزول وحی صحابہ کرام کو دوسری چیز کا ابھی اس سے پہلے کچھ پتہ نہ تھا۔آج پتہ لگ رہا ہے کہ غارِ حرا میں پیر کے دن وحی نازل ہوئی۔ جواب میں یہ بتانا مقصود ہے کہ اے تا قیامت مسلمانوں! تم پیر کو روزہ رکھو۔اس دن وزہ رکھتے ہیں یوم تشکر منانے کیلئے۔تیسری وجہ یہ کہ کسی خاص دن نفلی روزہ معین کرنا اس دن کی تعظیم ہے۔جیسا کہ یوم عاشورہ کی تعظیم کیلئے اس دن روزہ اولاً فرض ہوا بعد میں نفلی رہا اور یہودیوں کا اس دن روزہ رکھنا تعظیم کیلئے ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہم

اس خوشی کو منانے کے زیادہ حقدار ہیں۔(۸۱)

صحابہ کرام نے اس دن کو روزے سے منانے کی اجازت اس لیے طلب کی کہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ جسمانی اور شرعی عیدیں ہیں ان کو کھانے پینے سے مناؤ کہ یہ جسم کی تازگی کیلئےہے۔مگر عید میلاد معرفت، حقیقت، طریقت اور روحانیت کی عید ہے اس میں روزہ رکھ کر مناؤ کہ یہ روزہ روح کی تازگی اور ترقی ہے اور نیز اس میں یہ اشارہ بھی ملا کہ جس طرح روزہ پہلے ہوتا ہے عید الفطر بعد میں اسی طرح عید میلاد کی اہمیت شان پہلے ہے عید الفطر کی بعد میں۔ جو روزہ رکھے سچی عید الفطر اسی کی ہے اسی طرح جو مسلمان عید میلاد مناتے ہیں عید الفطر وغیرہ کا فائدہ اور خوشی بھی انہی لوگوں کو قیامت میں حاصل ہوگی۔اور اس لیے بھی روزے کی اجازت طلب کی گئی کہ عباداتِ جسمانیہ میں روزمرہ کی عبادت صرف روزہ اور نماز ہی ہیں تو دو عیدیں نماز سے پوری کی گئیں اور یہ تیسری عید روزے سے پوری کی جائے۔ بہرکیف نبی پاک ﷺ نے اس یوم النبی ﷺ کو منانے کی اجازت دی اور صحابہ کرام نے افطاری اور سحری کے ذریعہ اس کو خوب منایا اور یوم میلاد سمجھ کر منایا۔آج مسلمان بھی اسی یوم میلاد کو سنتِ صحابہ سمجھ کر مناتے ہیں۔ اور سنت الٰہیہ۔ سنتِ انبیاء اور حکم قرآن و حدیث وغیرہ کو پورے مجموعے کے ساتھ سالانہ طریقے سے منا لیتے ہیں۔۔جیسا کہ ہم نے مندرجہ بالا دلائل سے ثابت کر دیا۔صحابہ کرام نے اس طرح مجموعی طور پر اگر نہیں منائی تو اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ابھی اسلام کا ابتدائی دور ہے ابھی اسلام کو کئی مسائل کا سامنا ہے ابھی

شجرِ اسلام کی آبیاری کی ضرورت ہے۔ابھی جہادات کی مصروفیات ہیں۔ابھی تو پکی مسجد پکے گھر پختہ قبور بنانے کی بھی اجازت نہیں اور نہ ہی فرصت ہے۔ابھی تو مسلم بخاری اور کتب احادیث کی چھان بین اور ترتیب کی بھی فرصت نہیں۔ابھی تو فقہ اسلامی جیسی اہم چیز کی تدوین کا بھی وقت نہیں ملتا۔ابھی تو قرآن مجید کو اعراب لگانے آیتوں، سورتوں اور سپاروں کی شکل میں مزین و مرتب بھی نہیں کیا جاسکتا۔یہ دور تو مدارس و خانقاہ کی تعمیر بھی نہیں کرنے دیتا۔نہ چلوں وظیفوں کا وقت ملتا ہے یہ تمام کام تو دورِ صحابہ کے بعد شروع ہوئے اور آج تک ہوتے چلے آرہے ہیں نہ کوئی ان کو بدعت کہتا ہے نہ شرک نہ ناجائز حالانکہ ان کاموں کا جواز کا اشارہ بھی احادیث میں نہیں ملتا۔کیا جشن عید میلاد سے ہی اتنا دکھ ہے کہ باوجود اتنے دلائل کے بھی اسی کے خلاف فتوے دیے جاتے ہیں۔(۸۲)

متحدہ عرب امارات کی عدالت شریعہ کے چیف جسٹس کا بیان:

شیخ احمد عبدالعزیز المبارک کہتے ہیں کہ میں ایک دفعہ حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کے دن ساحل سمندر گیا وہاں الحاج ابن عاشر اور ان کے ساتھی بھی موجود تھے انہوں نے دستر خوان لگایا اور مجھے بھی دعوت دی، میں عید میلادالنبی ﷺ کے روز ہمیشہ روزے رکھتا تھا لہٰذا میں نے کہا کہ میں روزے سے ہوں، ابن عاشر نے میری طرف ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا اور کہا کہ آج خوشی اور مسرت کا دن ہے اس میں روزہ رکھنا ایسا ہی ناپسندیدہ ہے جیسا عید کے دن میں نے ان کے کلام پر غور کیا اور میں نے اس کو حق پایا۔(۸۳)

باب چہارم

میلادِ مصطفیٰ ﷺ کا تاریخی تسلسل

حضرت آدم علیہ السلام اور محفل میلاد:

امام حاکم نیشاپوری قدس سرہٗ ''المستدرک'' اور امام بیہقی دلائل النبوۃ میں باسند صحیح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہٗ سے یہ روایت نقل کرتے ہیں،

''حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا، اے میرے ربّ! میں محمد ﷺ کے وسیلہ سے مغفرت کا سوال کرتا ہوں، رب تعالیٰ نے فرمایا! تم نے محمد ﷺ کو کیسے پہچانا؟ ابھی تو میں نے ان کو پیدا بھی نہ فرمایا، آدم علیہ السلام نے عرض کیا، میں نے اس طرح پہچانا کہ تو نے جب مجھے اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا اور میرے اندر اپنی طرف سے روح پھونکی میں نے اپنا سر اُٹھایا تو عرش کے پایوں پر لا الٰہ اللہ محمد الرسول اللہ لکھا ہوا دیکھا تو میں نے جان لیا کہ تو نے اپنے نام کے ساتھ جسے ملایا ہے یقیناً وہ تیرے نزدیک ساری مخلوق سے زیادہ محبوب ہے۔اللہ عزوجل نے فرمایا! آدم تو نے سچ کہا یقیناً وہ میرے نزدیک ساری مخلوق سے زیادہ محبوب ہے اور جب تم نے اس کے وسیلے سے دعا کی ہے تو میں نے قبول کی اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو میں تمہیں پیدا بھی نہ کرتا۔(۸۴)

اُمّ النبی ﷺ حضرت آمنہ اور محفل میلاد:

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا اپنے بزرگوار سسر حضرت عبدالمطلب کے کاشانہ اقدس میں رونق افروز ہوئیں، سرکار دو عالم ﷺ کا نور حضرت عبداللہ کی جبیں سعادت

سے منتقل ہوکر آپ کے شکم طاہر میں قرار پذیر ہوا لیکن یہاں بھی اس نور پاک کی شان نرالی تھی:

حضرت آمنہ فرماتی ہیں،

ماشعرت انی حملت به ولا وجدت له ثقلا كما تجد النساء الاانی انکرت رفع حیضتی و اتانی ات وانا بین النائم و الیقظان و قال هل شعرت انک حملت؟ فکانی اقول ما ادری وقال انک حملت بسید هٰذه الامة ونبیها، فذالک یوم الاثنین.

''مجھے پتہ ہی نہ چلا کہ میں حاملہ ہوگئی ہوں، نہ مجھے کوئی بوجھ محسوس ہوا جوان حالات میں عورتوں کو محسوس ہوتا ہے، مجھے صرف اتنا معلوم ہوا کہ میرے ایامِ ماہوار بند ہوگئے ہیں ایک روز میں خواب اور بیداری کے بین بین تھی کہ کوئی آنے والا میرے پاس آیا اور اس نے پوچھا: آمنہ! تجھے علم ہوا ہے کہ تو حاملہ ہے؟ میں نے جواب دیا نہیں، پھر اس نے بتایا تم حاملہ ہو اور تیرے بطن میں اس امت کا سردار اور نبی تشریف فرما ہوا ہے اور جس دن یہ واقعہ پیش آیا وہ سوموار کا دن تھا۔''

فرماتی ہیں کہ ایام بڑے آرام سے گذرے جب وقت پورا ہوگیا تو وہی فرشتہ جس نے مجھے پہلے خوشخبری دی تھی وہ آیا اس نے آکر مجھے کہا:

قولی اعیذه بالواحد من شر کل حاسد

''یہ کہو کہ میں اللہ واحد سے اس کیلئے ہر حاسد کے شر سے پناہ مانگتی ہوں۔

حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ جس رات کو سرکارِ دو عالم ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی میں نے ایک نور دیکھا جس کی روشنی سے شام کے محلات جگمگا اُٹھے، یہاں تک کہ میں ان کو دیکھ رہی تھی، دوسری روایت میں یہ ہے کہ جب حضور ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی تو حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے ایک نور نکلا جس نے سارے گھر کو بقعہ نور بنادیا، ہر طرف نور ہی نور نظر آتا تھا۔(۸۵)

اُمّ الشفاء (والدہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف) اور محفل میلاد:

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی والدہ الشفاء جس کی قسمت حضور ﷺ کی دایہ بننے کی سعادت رقم تھی وہ کہتی ہیں جب سیدہ آمنہ کے ہاں حضور ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی تو حضور ﷺ کو میں نے اپنے دو ہاتھوں پر سہارا اور میں نے ایک آواز سنی جو کہہ رہی تھی۔''رحمک ربک'' ......''تیرا رب تجھ پر رحم فرمائے''

شفاء کہتی ہیں،

فاضاء لی مابین المشرق و المغرب حتیٰ نظرت الی بعض قصور الشام.

''اس نور مجسم کے ظاہر ہونے سے میرے سامنے مشرق و مغرب میں روشنی پھیل گئی یہاں تک کہ میں نے شام کے بعض محلات دیکھے۔''

حضرت شفاء کہتی ہیں کہ جب میں لیٹ گئی تو اندھیرا چھا گیا اور مجھ پر رعب و کپکپی طاری ہوگئی اور میرے دائیں جانب سے روشنی ہوئی تو میں نے کسی کہنے والے کو سنا وہ پوچھ رہا تھا ''این ذهبت به؟'' تم اس بچے کو لے کر کہاں گئے تھے؟ جواب ملا: میں

انہیں لے کر مغرب کی طرف گیا تھا۔

پھر وہی اندھیرا وہی رعب اور وہی لرزا مجھ پر لوٹ آیا پھر میری بائیں جانب سے روشنی ہوئی میں نے سنا کہ کوئی پوچھ رہا تھا تم اسے کدھر لے گئے تھے؟ دوسرے نے جواب دیا: میں انہیں مشرق کی طرف لے گیا تھا، اب دوبارہ نہیں لے جاؤں گا۔ یہ بات میرے دل میں کھٹکتی رہی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسول ﷺ کو مبعوث فرمایا اور میں ان لوگوں میں سے تھی جو سب سے پہلے حضور ﷺ پر ایمان لائے۔(۸۶)

جدّ رسول ﷺ اور محفل میلاد:

حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ جب آپ ﷺ کی ولادت ہوئی تو آپ زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھے تھے اور آسمان کی طرف دیکھ رہے تھے آپ کی ناف پہلے ہی کٹی ہوئی تھی، وہب بن زمعہ کی پھوپھی کہتی ہیں کہ جب حضرت آمنہ کے ہاں رسول ﷺ کی ولادت ہوئی تو آپ نے حضرت عبدالمطلب کو اطلاع دینے کیلئے آدمی بھیجا جب وہ خوشخبری سنانے والا پہنچا اس وقت آپ حطیم میں اپنے بیٹوں اور اپنی قوم کے مردوں کے درمیان تشریف فرما تھے آپ کو اطلاع دی گئی کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے ہاں بچہ پیدا ہوا ہے تو آپ کی خوشی ومسرت کی حد نہ رہی۔ آپ حضرت آمنہ کے پاس آئے، حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے ولادت کے وقت جو انوار وتجلیات دیکھی تھیں اور جو آوازیں سنی تھیں ان کے بارے میں عرض کی۔

عبدالمطلب حضور ﷺ کو لے کر کعبہ شریف میں گئے وہاں کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ

کی بارگاہ میں دعائیں کیں اور جو انعام اس نے عطا فرمایا تھا اس کا شکریہ ادا کیا۔ ابن واقد کہتے ہیں کہ اس وقت حضرت عبدالمطلب کی زبان پر فی البدیہہ یہ اشعار جاری ہو گئے:

الحمد للّٰہ الذی اعطانی

ھٰذا الغلام الطیب الاردان

"سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے جس نے مجھے پاک آستینوں والا یہ بچہ عطا فرمایا"

قد سادہ فی المھد علی الغلمان

اُعیذہ بالبیت ذی الارکان

"یہ اپنے پنگھوڑے میں سارے بچوں کا سردار ہے میں اسے بیت اللہ شریف کی پناہ میں دیتا ہوں"

حتیٰ اراہ بالغ البنیان

اعیذہ من شر ذی شنان

من حاسد مضطرب العیان

"یہاں تک کہ میں اس کو طاقتور اور توانا دیکھوں میں اس کو ہر دشمن اور ہر حاسد آنکھوں کے گھمانے والے کے شر سے اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں"

حضرت عباس فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ جب پیدا ہوئے تو آپ مختون تھے اور ناف کٹی ہوئی تھی۔ یہ معلوم کر کے آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب کو بڑا تعجب ہوا اور فرمایا کہ میرے "اس بیٹے کی بہت بڑی شان ہوگی"(۸۷)

علمائے یہود اور میلاد رسول ﷺ:

شاعر دربار رسالت حضرت حسان بن ثابت کو اللہ تعالیٰ نے طویل عمر عطا فرمائی

ساٹھ سال آپ نے جہالت میں گذارے اور ساٹھ سال بحیثیت ایک سچے مومن کے آپ کو زندگی گزارنے کی مہلت دی گئی، آپ فرماتے ہیں، "میری عمر ابھی سات یا آٹھ سال تھی، مجھ میں اتنی سمجھ بوجھ تھی کہ جو میں دیکھتا اور سنتا تھا وہ مجھے یاد رہتا تھا۔ ایک دن علی الصبح ایک اونچے ٹیلے پر یثرب میں ایک یہودی کو میں نے چیختے چلاتے ہوئے دیکھا وہ یہ اعلان کر رہا تھا،

یا معشر یھود فاجتمعو الیہ

اے گروہ یہود! سب میرے پاس اکٹھے ہو جاؤ

وہ اس کا اعلان سن کر بھاگتے ہوئے اس کے پاس جمع ہو گئے اور اس سے پوچھا بتاؤ کیا بات ہے؟ اس نے کہا،

"وہ ستارہ طلوع ہو گیا ہے جس نے اس شب کو طلوع ہونا تھا جو بعض کتب قدیمہ کے مطابق احمد (ﷺ) کی ولادت کی رات ہے۔"(۸۸)

کعب احبار کہتے ہیں کہ میں نے تورات میں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو نبی کریم کی ولادت کے وقت سے آگاہ کیا تھا، اور موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو وہ نشانی بتا دی تھی آپ نے فرمایا تھا کہ وہ ستارہ جو تمہارے نزدیک فلاں نام سے مشہور ہے جب اپنی جگہ سے حرکت کرے گا تو وہ وقت محمد ﷺ کی ولادت کا ہوگا اور یہ بات بنی اسرائیل میں ایسی عام تھی کہ علماء ایک دوسرے کو بتاتے تھے اور اپنی آنے والی نسل کو اس سے خبردار کرتے تھے۔(۸۹)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ان لوگوں سے روایت کرتی ہیں جو ولادت باسعادت کے وقت موجود تھے، آپ نے کہا،

"مکہ میں ایک یہودی سکونت پزیر تھا جب وہ رات آئی جس میں اللہ کے پیارے رسول ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی تو اس یہودی نے ایک محفل میں جا کر پوچھا کہ اے قریش! کیا آج رات تمہارے یہاں کوئی بچہ پیدا ہوا ہے؟ قوم نے اپنی بے خبری کا اظہار کیا، اس یہودی نے کہا کہ میری بات خوب یاد کر لو! اس رات اس آخری امت کا نبی پیدا ہوا ہے اور اے قریشیو! وہ تمہارے قبیلے میں سے ہوگا اور اس کے کندھے پر ایک جگہ بالوں کا گچھا ہوگا، لوگ یہ بات سن کر اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے، ہر شخص نے اپنے گھر والوں سے پوچھا انہیں بتایا گیا کہ آج رات عبداللہ بن عبدالمطلب کے ہاں ایک فرزند پیدا ہوا ہے جس کو "محمد" کے بابرکت نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ لوگوں نے یہودی کو آ کر بتایا اس نے کہا مجھے لے چلو اور مجھے وہ مولود دکھاؤ چنانچہ وہ اسے لے کر حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے گھر آئے انہوں نے حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کو کہا کہ، "ہمیں وہ فرزند دکھاؤ" وہ بچے کو اٹھا کر ان کے پاس لے آئیں انہوں نے اس بچے کی پشت سے کپڑا ہٹایا وہ یہودی بالوں کے اس گچھے کو دیکھ کر غش کھا کر گر پڑا جب ہوش آیا تو لوگوں نے پوچھا: "تمہیں کیا ہو گیا تھا؟" تو اس نے بصد حسرت کہا کہ "بنی اسرائیل سے نبوت ختم ہو گئی، اے قبیلہ قریش! تم خوشیاں مناؤ اس مولود مسعود کی برکت سے مشرق ومغرب میں تمہاری عظمت کا ڈنکا بجے گا۔"(۹۰)

اس قسم کی بے شمار روایات ہیں جن میں علماء اہل کتاب نے نبی کریم ﷺ کی

ولادت کی خوشخبریاں دی ہیں۔

حضرت عبدالمطلب فرماتے ہیں، ''میں رات کو کعبہ میں تھا، میں نے بتوں کو دیکھا سب بت اپنی اپنی جگہ سے سربسجود سر کے بل گر پڑے ہیں اور دیوار کعبہ سے یہ آواز آ رہی ہے،

''مصطفٰی اور مختار پیدا ہوا، اس کے ہاتھ سے کفار ہلاک ہوں گے اور کعبہ بتوں کی عبادت سے پاک ہوگا اور وہ اللہ کی عبادت کا حکم دے گا جو حقیقی بادشاہ اور سب کچھ جاننے والا ہے۔''(۹۱)

مسجد نبوی میں محفلِ نعت و مجلس میلاد کا اہتمام:

عن عائشه رضی الله عنها كان رسول الله ﷺ يضع لحسّان منبراً فی المسجد يقوم عليه قائماً يفاخر عن رسول الله ﷺ و يقول رسول الله ﷺ انّ الله يؤيد حسّان بروح القدس (۹۲)

(ترجمہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اکثر اوقات حضرت حسان کیلئے مسجد نبوی میں منبر بچھواتے اور وہ اس پر کھڑے ہو کر حضور ﷺ کی طرف سے فخر کا اظہار کرتے، رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے ''اللہ تعالیٰ روح القدس (حضرت جبرائیل علیہ السلام) کے ذریعے حسان کی مدد فرماتا ہے۔''

امام بخاری علیہ الرحمہ (یکم شوال ۲۵۶ھ/ ۳۱ اگست ۸۷۰ء) نے دوسرے مقام

پر ''باب الشعر فی المسجد'' (جلد اول صفحہ ۶۴-۶۵) کے تحت ''اَللّٰھُمَّ اَیِّدْہُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ'' کے دعائیہ کلمات نقل کئے ہیں۔ ''سنن نسائی شریف'' میں بھی جلد اول صفحہ ۸۳ ''باب الرخصه فی انشاد الشعر الحسن فی المسجد'' کے تحت یہی دعائیہ کلمات ہیں۔ جبکہ ''سُنن ابی داوٗد'' جلد دوم صفحہ ۳۳۶ پر ''باب ماجاء فی الشعر'' کے تحت ''اِنَّ رُوْحَ الْقُدُسِ مَعَ حَسَّان'' کے کلمات موجود ہیں۔

مصطفٰی کریم ﷺ نے نعت کہنے والوں کو عزت بخشی:

اللہ کے محبوب اُمت کے مطلوب ﷺ کی بارگاہ میں نعتیہ قصائد کہنے والے متعدد اصحاب رسول (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کا نام ضبط تحریر میں لایا جاسکتا ہے۔ لیکن اس مختصر رسالہ میں تفصیل کی گنجائش نہیں، تاہم حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت علی المرتضٰی، حضرت حسان بن ثابت، حضرت کعب ابن زہیر، عبداللہ ابن رواحہ، عبداللہ ابن عباس، کعب بن مالک، حضرت عمرو بن ربیعہ اور دیگر اصحاب رضوان اللہ عنہم کو عزت بخشی اور ان کی حوصلہ افزائی بھی فرمائی اور انہیں دُعاؤں سے بھی نوازا۔ رسول اکرم ﷺ فرمایا کرتے:

''اے حسان! کفار کی ہجو بیان کرو، جبرئیل تمہارے ساتھ ہیں، رسول اللہ ﷺ حسان سے فرماتے میری طرف سے جواب دو اور دعا فرماتے، اے اللہ جبرائیل کے ذریعے حسان کی مدد فرما۔''(۹۳)

نعتیہ قصائد کے ذریعے شاتمان رسول کی مذمت:

ہجرت مدینۃ المنورہ کے موقع پر انصارانِ مدینہ کیساتھ ہی حضرت حسان بن

ثابت رضی اللہ عنہ بھی مشرف بہ اسلام ہوگئے تھے اور پھر تمام عمر نبی پاک صاحب لولاک ﷺ کے محاسن و مناقب بیان کر کے مدح و ذکر رسول کا حق ادا کرتے رہے۔

جب قریش مکہ نے میدان جنگ میں معرکہ آرائیوں کے علاوہ میدان شاعری میں نعوذ باللہ رسول اللہ ﷺ کی ہجو یعنی مذمت کرنے لگے، جو سرکار ﷺ پر گراں گذرتی تو رسول اکرم ﷺ نے اپنے جانثاروں سے فرمایا ''کیا وجہ ہے کہ تم لوگ ہتھیاروں سے امداد کے علاوہ اللہ اور رسول کی امداد اپنی زبانوں سے نہیں کرتے'' فوراً حضرت حسان ﷺ نے کھڑے ہو کر عرض کیا میں حاضر ہوں یا رسول اللہ ﷺ! پھر اپنی لمبی زبان کو ناک کی نوک پر مارتے ہوئے بولے اس زبان کے عوض اگر مجھے بصرہ سے لے کر صنعاء تک لمبی زبان ملے تو بھی اسے قبول نہ کروں واللہ اگر میں اس زبان (یعنی کہے گئے اشعار کی قوت سے) کو چٹان پر رکھ دوں تو چٹان کے دو ٹکڑے ہو جائیں اور اگر بالوں پر رکھ دوں تو یہ بال مونڈھ ڈالے''۔ سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا کہ تم قریش کی ہجو کیسے کروگے؟ جبکہ میرا تعلق اسی قبیلہ سے ہے، حضرت حسان نے عرض کیا، ''میں آپ ﷺ کو ان سے اس طرح صاف نکال لوں گا جس طرح گوندھے ہوئے آٹے میں سے بال نکال لیا جاتا ہے۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم ان کفار کی ہجو کرو اور روح القدس تمہارے ساتھ ہیں۔'' چنانچہ حضرت حسان نے کفار کی ہجو کہہ کر انہیں سخت تکلیف پہنچائی اور ان کی زبانیں بند کر ڈالیں اور ان کے اشعار سے کفار کو وہی تکلیف پہنچی جو اندھیرے میں لگنے والے تیروں سے پہنچتی ہے۔ (۹۴)

علامہ امام ابوعبداللہ محمد بن احمد انصاری قرطبی قدس سرہٗ (م ۶۶۸ھ/ ۱۲۷۰ء) لکھتے ہیں، ''جب رسول اللہ ﷺ نے اشعار سنے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

(و دیگر صحابہ) نے اشعار کہے ہیں تو ان ہستیوں سے ارفع یعنی بڑھ کر تقلید اور اقتداء کا زیادہ مستحق کون ہوسکتا ہے؟ (۹۵)

مدّاح رسول حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے فتح مکہ ۸ ہجری کفار پر اپنے اشعار کے تیر برسانے شروع کئے تو حضرت عمر نے انہیں ٹوکا کہ حرم خدا اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایسے اشعار پڑھتے ہو، تو نبی کریم رؤف الرحیم علیہ افضل الصلوٰۃ و اکرم التسلیم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فرمایا، ''اے عمر اس کو چھوڑ دے اس کے اشعار کفار مکہ کیلئے تیروں سے زیادہ سخت ہیں۔'' (۹۶)

رسول اکرم ﷺ نے نعتیہ مجالس کو پسند فرمایا ہے۔ حبیب خدا علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ الثناء نے اپنا میلاد شریف خود بیان فرمایا ہے اپنے فضائل بیان فرمائے ہیں، ایک یا دو نہیں، سینکڑوں احادیث کے مضامین کا آغاز واحد متکلم ''انا'' یعنی ''میں ایسا ہوں'' ۔ مثلاً حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا،

اَنَا مِنْ نُوْرِ اللّٰهِ وَ الْخَلْقُ كُلُّهُمْ مِنْ نُوْرِیْ (۹۷)

''(ترجمہ) میں اللہ کے نور سے ہوں اور ساری مخلوق میرے نور سے ہے۔''

ان مضامین کی احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور پرنور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تبارک و تعالیٰ جل شانہٗ کی منشاء ہی سے اپنی فضیلت کو بیان فرمایا ہے یہی وجہ ہے کہ تمام علماء و محدثین رحمہم اللہ اجمعین کے درمیان اتفاق ہے (دورائے نہیں) کہ حضور سید عالم ﷺ کے اقوال، اعمال، خلوت، جلوت، مجالس، غزوات الغرض تمام حیاتِ مقدسہ کا لمحہ لمحہ...... لحظہ لحظہ...... سب اللہ رب العالمین جل مجدہٗ کی رضا کا پابند ہے۔

ورنہ متذکرہ فضائل والی احادیث سے متعلق کوئی دریدہ دہن یہ کہہ سکتا ہے کہ (معاذ اللہ) اپنی شان وانانیت کا بیان فخر ومباہات پر مبنی ہے اور ایسا عمل صریحاً تکبر ہے، وہ بدنصیب ہیں جو سرکارِ ختمی مرتبت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اوصاف حمیدہ اور فضائل جمیلہ سُننے سے خود کو محروم رکھے ہوئے ہیں، وہی (معاذ اللہ) گستاخی کی جرأت کر سکتے ہیں۔ ملت اسلامیہ کی غیرت مندانہ فکر تو یہ ہے کہ پیارے آقاﷺ خود اپنے فضائل بیان فرما کر ہمیں تعلیم دے رہے ہیں کہ ''تحدیث نعمت'' کیلئے **میں رحمۃ اللعالمین** اپنے فضائل، اللہ تعالیٰ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے بیان کرتا ہوں، کیونکہ اللہ تعالیٰ عزاسمہٗ نے اپنے کلام قرآن مجید (اور سابقہ کتب وصحائف سماوی میں بھی) میں میری محبوبیت، نورانیت، رفعت اور عظمت بیان فرمائی ہے۔ اے میرے غلاموں! تم بھی اسی طرح میری سُنت پر عمل کرتے ہوئے میرے ذکر کی محافل و مجالس میں میری عظمت وفضیلت کے ترانے گاؤ اور سُناؤ۔

آئندہ صفحات میں عید میلادالنبیﷺ کے انعقاد کیلئے مختصراً کچھ حوالے درج ہیں، جن کے مطالعہ سے یقیناً ہمارے قارئین استفادہ کریں گے۔ اور مثبت نتائج اخذ کریں گے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ اور محفل میلاد:

خلیفۂ رسول اللہ سیدنا ابوبکر صدیقؓ فرماتے ہیں،

''جس کسی نے محفل میلاد میں ایک درہم بھی خرچ کیا وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔'' (۹۸)

حضرت عمر فاروق اعظمؓ اور محفلِ میلاد:

خلیفۂ دوم سیدنا فاروق اعظمؓ فرماتے ہیں،

''جس کسی نے نبی پاکﷺ کی ولادت باسعادت کی عظمت کو بیان کیا تو گویا اس نے اسلام کو زندہ کیا۔'' (۹۹)

حضرت عثمانِ غنیؓ اور محفلِ میلاد:

خلیفۂ سوم سیدنا حضرت عثمان غنی ذی النورینؓ فرماتے ہیں،

''جس کسی نے بھی ولادت باسعادت نبی مکرمﷺ پر ایک درہم بھی خرچ کیا تو گویا وہ غزوۂ بدر وحنین میں حاضر ہوا۔'' (۱۰۰)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور محفلِ میلاد:

سیدنا مولائے کائنات، شہنشاہِ ولایت حضرت علی المرتضیٰ حیدر کرار کرم اللہ وجہہٗ الکریم فرماتے ہیں،

''جس کسی نے ظہور قدسیﷺ کی عظمتوں کو بیان کیا وہ دنیا سے صاحبِ ایمان رخصت ہوگا اور بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل ہوگا۔'' (۱۰۱)

صحابہؓ کی محفل میلاد:

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن رسولِ خداﷺ اپنے حجرہ مبارکہ سے باہر تشریف لائے تو صحابہ کو بیٹھے ہوئے دیکھ کر فرمایا:

اے صحابہ: آج تمہارا یہاں بیٹھنا کس لئے ہے؟

عرض کیا: یارسول اللہﷺ! آج ہم بیٹھ کر اس رب کی حمد وثنا کر رہے ہیں جس نے فقط اپنے فضل وکرم سے اپنا محبوب ہمیں عطا کیا اور اپنے دین کے ماننے کا شرف بخشا۔ (۱۰۲)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما صحابہ کی ایک محفل کا ذکر کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ کی ایک دن صحابہ آپس میں مختلف انبیاء علیہم السلام کے درجات و مقامات کا تذکرہ کر رہے تھے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ کے خلیل تھے حضرت موسی علیہ السلام اللہ کے کلیم تھے اور حضرت عیسی السلام اللہ کا کلمہ اور روح تھے۔ اتنے میں نبی اکرمﷺ تشریف لائے اور صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا:

''میں نے تمہاری گفتگو سنی اور تمہارا تعجب بھی ملاحظہ کیا، یہ بات درست ہے کہ حضرت ابراہیم اللہ کے خلیل تھے حضرت موسی اس کے کلیم، حضرت عیسی اس کی روح اور کلمہ اور حضرت آدم کو اس نے اپنا صفی بنایا لیکن متوجہ ہو کر سن لو میں اللہ کا محبوب ہوں لیکن مجھے اس پر فخر نہیں۔'' (۱۰۳)

مذکورہ محافلِ صحابہ سے واضح ہو رہا ہے کہ حضور علیہ السلام کی آمد، ولادت اور درجات کا تذکرہ نہایت ہی محبوب ترین عمل ہے ان کی ہر محفل کو محفل میلاد قرار دیا جا سکتا ہے کیونکہ محفلِ میلاد حضور علیہ السلام کے تذکرہ ولادت اور آپﷺ کو عطا شدہ عظمتوں کے بیان پر ہی مشتمل ہوا کرتی ہے

اگرچہ ذکر مصطفویﷺ کی محفل روزِ ازل سے جاری ہے، تا ابد جاری رہے گی تا ہم یہاں صرف اہل حرمین کے بارے میں تحریر کرنا چاہتے ہیں کہ آپﷺ کی ولادت کے موقع پر کیا معمول ہوتا تھا تاریخ حرمین، خصوصاً تاریخ مکہ پر لکھی جانے والی کتب

کے مطالعہ کے بعد اہل حرمین کے درج ذیل معمولات سامنے آتے ہیں۔

مولد النبیﷺ کی زیارت بروز عید میلادالنبیﷺ:

اہل مکہ کا معمول تھا کہ ولادت کی رات محلّہ بنی ہاشم میں واقع مولد النبیﷺ حضور کی جائے ولادت کی زیارت کے لئے جایا کرتے تھے۔

امام ابوالحسین محمد المعروف با بن جبیر اندلسی المتوفی ۶۱۴ھ اپنے تاریخی سفرنامے میں مولد رسولﷺ کے بارے میں لکھتے ہیں،

''مکہ مکرمہ کی زیارات میں سے ایک مولد پاک بھی ہے اس مقام کی مٹی کو یہ شرف حاصل ہے کہ اس نے اس کائنات میں سب سے پہلے محبوب خداﷺ کے جسم اقدس کو مس کیا اور اس میں اس ہستی مبارکہ کی ولادت پاک ہوئی جو تمام امت کے لئے رحمت ہے۔ ماہ ربیع الاول میں خصوصاً آپ کی ولادت کے دن اس مکان کو زیارت کے لئے کھول دیا جاتا ہے اور لوگ جوق در جوق اس کی زیارت کرتے ہیں اور تبرک حاصل کرتے ہیں (۱۰۴)

ہم نے مولد پاک میں داخل ہو کر اپنے رخسار اس مقدس مٹی پر رکھ دیئے کیونکہ یہی وہ مقدس مقام ہے جہاں کائنات کا سب سے زیادہ مبارک اور طیب بچہ پیدا ہوا۔ ہم نے اسکی زیارت کے ذریعے خوب برکات حاصل کیں۔ (۱۰۵)

امام جمال الدین محمد بن جار اللہ لکھتے ہیں:

''ہر سال بارہ ربیع الاول کی رات اہل مکہ کا یہ معمول ہے کہ قاضی مکہ (جو کہ شافعی المذ ہب ہیں) کی زیر سر پرستی مغرب کی نماز کے بعد لوگ قافلہ در قافلہ مولد پاک کی زیارت کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔''(۱۰۶)

اہل مکہ کی عادت ہے کہ مشائخ، اکابر علماء اور معزز شخصیات ہاتھوں میں فانوس اور چراغ لے کر مولد پاک کی زیارت کرنے جاتے ہیں۔(۱۰۷)

ہر سوموار مولد پاک میں محفلِ ذکر منعقد ہوتی تھی:

امام قطب الدین حنفی (متوفی ۹۸۸ء، جو کہ مکہ مکرمہ میں علوم دینیہ کے استاد تھے) اہل مکہ کے معمولات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اہل مکہ ہمیشہ ہر سوموار کی رات مولدِ پاک میں محفلِ ذکر سجاتے تھے۔

''مولد پاک معروف و مشہور جگہ ہے اب تک اس کی زیارت کی جاتی ہے دعائیں قبول ہوتی ہیں اہل مکہ ہر سوموار ذکر کی محفل سجاتے ہیں اور ہر سال بارہ ربیع الاول کی رات اس کی زیارت کی جاتی ہے''(۱۰۸)

مولدالنبیﷺ کے پاس محفلِ میلاد:

مولدالنبیﷺ کی زیارت کے ساتھ ساتھ وہاں محفلِ میلاد بھی منعقد کی جاتی جسمیں آپ کی ولادت اور اس موقع پر ظاہر ہونے والی نشانیوں کا بڑی تفصیل کے ساتھ ذکر کیا جاتا۔ شیخ قطب الدین علیہ الرحمۃ رقمطراز ہیں،

''لوگ جوق در جوق مسجد حرام سے نکلکر سوق اللیل کی طرف جاتے ہیں اور وہاں مولد پاک کے مقام پر اجتماع اور محفل منعقد کرتے ہیں اور اس میں ایک شخص خطاب بھی کرتا ہے۔''

امام ابن ظہیرہ علیہ الرحمۃ اس جلسہ عام کی روداد اور اس کا موضوع سخن بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں،

''مولد پاک کی مناسبت سے وہاں خطبہ دیا جاتا ہے پھر عشاء سے پہلے لوگ لوٹ کر مسجدِ حرام آجاتے ہیں۔''(۱۰۹)

یہاں یہ بات بھی ذہن نشین رہنی چاہیے کہ ہمارے تمام اسلاف نے تصریح کی ہے کہ مولد پاک ان مقدس مقامات میں سے ہے جن کی برکت سے دعائیں قبول ہوتی ہیں مفتی مکہ شیخ عبدالکریم القطبی (التوفی ۱۰۱۴ھ) لکھتے ہیں،

''مولدِالنبیﷺ کے پاس دعائیں قبول ہوتی ہیں اور یہ مقام محلّہ بنی ہاشم میں مشہور و معروف ہے۔''(۱۱۰)

میلاد کی خوشی میں کھانا کھلانا:

اہل مکہ کا یہ بھی معمول تھا کہ آپ کی ولادت کی خوشی میں کھانا تقسیم کرتے تھے، دوست احباب کی دعوت کرتے، فقراء و مساکین کی خدمت کرتے، خصوصاً حرم شریف کے خدام کی خدمت کرتے۔ مشہور سیاح ابن بطوطہ علیہ الرحمۃ اپنے سفر حج (۷۲۸ھ) میں ''ذکر قاضی مکہ وخطیبھا'' کے تحت لکھتے ہیں۔

''(اس وقت) مکہ کے قاضی جو کہ عالم صالح اور عابد ہیں نجم الدین محمد بن الامام محی الدین الطبری وہ بہت زیادہ صدقہ کرنے والے اور کعبہ شریف کا کثرت کے ساتھ طواف کرنے والے ہیں حج کے مہینوں میں بہت زیادہ کھانا کھلانے والے ہیں اور خصوصاً حضور اکرمﷺ کی ولادت کے موقع پر وہ مکہ کے شرفاء، معززین فقراء اور حرم شریف کے خدام اور مجاورین کو کھانا کھلا

تے ہیں۔(۱۱۱)

میلاد پاک کی خوشی میں اہل حرمین کا جلوس:

اہل حرمین میلاد پاک کی خوشی میں مختلف محافل کے ساتھ چراغاں کرتے اور جلوس نکالتے تھے جن میں علماء، مشائخ اور شہر کی تمام معزز شخصیات کے علاوہ حاکم وقت بھی شرکت کرتے اور صرف اہل مکہ ہی ان میں شریک نہ ہوتے بلکہ دور دراز دیہاتوں سے لوگ آتے حتی کہ جدہ شہر سے جلوس میں شرکت کیلئے آنے والے لوگوں کے ہاتھوں میں فانوس ہوتے اور ہاتھوں میں جھنڈے ہوتے۔ یہ جلوس مسجدِ حرام سے شروع ہوتا اور سڑکوں، شاہراہوں سے گزرتا ہوا محلّہ بنی ہاشم میں مولد پاک پر جاتا وہاں جلسہ عام ہوتا اور پھر وہاں سے یہ جلوس مسجدِ حرام آتا جہاں بادشاہ وقت علماء و مشائخ کی دستار بندی کرتا۔ آخر میں دعاء ہوتی اور بعد ازاں لوگ اپنے گھروں کو رخصت ہوتے۔ اس جلوس کی روداد درج ذیل عبارات میں ملاحظہ ہو۔

۱۔ شیخ قطب الدین الحنفی بارہ ربیع الاول کو اہل مکہ کا معمول لکھتے ہیں،

''۱۲ ربیع الاول کی رات ہر سال باقاعدہ مسجدِ حرام میں اجتماع کا اعلان ہو جاتا تھا تمام علاقوں کے علماء فقہاء، گورنر اور چاروں مذاہب کے قاضی مغرب کی نماز کے بعد مسجدِ حرام میں اکھٹے ہو جاتے۔ ادائیگی نماز کے بعد سوق اللیل سے گزرتے ہوئے مولدالنبیﷺ، وہ مکان جسمیں آپﷺ کی ولادت ہوئی کی زیارت کیلئے جاتے ان کے ہاتھوں میں کثیر تعداد میں شمعیں، فانوس اور مشعلیں ہوتیں گویا وہ مشعل بردار جلوس ہوتا۔ وہاں لوگوں کا اتنا کثیر اجتماع ہو

تا کہ جگہ نہ ملتی پھر ایک عالمِ دین وہاں خطاب کرتے تمام مسلمانوں کے لئے دعاء ہوتی پھر تمام لوگ دوبارہ مسجدِ حرام میں آجاتے۔ بادشاہ وقت مسجدِ حرام اور ایسی محفل کے انتظام کرنے والوں کی دستار بندی کرتا پھر عشاء کی اذان اور جماعت ہوتی اس کے بعد لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے جاتے۔ یہ اتنا بڑا اجتماع ہوتا کہ دور دراز دیہاتوں، شہروں حتی کہ جدہ کے لوگ بھی اس محفل میں شریک ہوتے اور آپﷺ کی ولادت پر خوشی کا اظہار کرتے تھے۔(۱۱۲)

۲۔ امام جمال الدین محمد بن جاراللہ بن ظہیرہ رقمطراز ہیں،

''ہر سال مکہ شریف میں ۱۲ ربیع الاول کی رات کو (اہل مکہ کا) یہ معمول ہے قاضی مکہ جو کہ شافعی ہیں مغرب کی نماز کے بعد لوگوں کے ایک جم غفیر کے ساتھ مولد شریف کی زیارت کے لئے جاتے ہیں ان لوگوں میں تینوں مذاہب فقہ کے آئمہ اکثر فضلاء و فقہاء اور اہل شہر ہوتے ہیں ان کے ہاتھوں میں فانوس اور بڑی بڑی شمعیں ہوتی ہیں۔ وہاں جا کر مولد شریف کے موضوع پر خطبہ ہوتا ہے اور پھر بادشاہ وقت، امیر مکہ اور قاضی شافعی کیلئے (منتظم ہونے کی وجہ سے) دعاء کی جاتی ہے اور یہ اجتماع عشاء تک جاری رہتا ہے اور عشاء سے تھوڑا پہلے مسجدِ حرام میں آجاتے ہیں مقامِ خلیل علیہ السلام پر اکٹھے ہو کر دوبارہ دعاء کرتے ہیں اسمیں بھی تمام قاضی اور فقہاء شریک ہوتے ہیں پھر عشاء کی نماز ادا کی جاتی ہے پھر الوداع ہو جاتے ہیں (مصنف فرماتے ہیں کہ) مجھے علم نہیں یہ سلسلہ کس نے شروع کیا تھا اور بہت سے ہم عصر مؤرخین سے پوچھنے کے باوجود اس کا علم نہیں ہو سکا۔(۱۱۳)

۳۔ محدث ابن جوزی اہل حرمین اور عالم اسلام کے بارے میں لکھتے ہیں۔

''اہل مکہ و مدینہ، اہل مصر، یمن شام اور تمام عالم اسلام مشرق تا مغرب ہمیشہ سے حضور اکرم علیہ السلام کی ولادت سعیدہ کے موقع پر محافلِ میلاد کا انعقاد کرتے چلے آرہے ہیں۔ان میں سب سے زیادہ اہتمام آپ ﷺ کی ولادت کے تذکرے کا کیا جاتا ہے اور مسلمان ان محافل کے ذریعے اجرِ عظیم اور بڑی روحانی کامیابی پاتے ہیں۔(۱۱۴)

امام حسن بصری علیہ الرحمۃ اور محفل میلاد:

حضرت امام حسن بصری علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں،

''مجھے اگر جبل احد کے مثل سونا مل جائے تو میں سب کو میلاد شریف پر خرچ کردوں۔''(۱۱۵)

امام محمد باقر علیہ الرحمۃ اور محفلِ میلاد:

''میلادالنبی ﷺ کے دن جائے ولادت محمد ﷺ مکہ شریف جاتا ہوں اس سے یہ برکات حاصل ہوتے ہیں کہ ہماری محفل میں میرے نانا نبی پاک ﷺ جلوہ افروز ہوتے ہیں۔ہم زیارت کرتے ہیں نیز فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا میلاد جس جگہ کیا جائے، دل کے اعتقاد کے ساتھ، وہاں مصیبت اور بیماری نہیں آتی۔(۱۱۶)

حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمہ اور محفل میلاد:

سیدالاولیاء حضرت جُنید بغدادی علیہ الرحمۃ الرضوان فرماتے ہیں،

''جس نے ذکرِ رسول ﷺ میں حاضری دی اس کی قدر و عظمت کو سمجھا وہ ایمان میں کامیاب وکامران ہوا۔''(۱۱۷)

امام ابن جریر طبری مفسرِ قرآن اور محفلِ میلاد:

مفسرِ قرآن علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں صاحب خزینۃ القرآن امام محمد باقر کا شاگرد ہوں اور امام محمد بن اسمٰعیل بخاری بھی آپ علیہ الرحمۃ کے شاگرد ہیں۔ہم دونوں اپنے استاد کے ہمراہ ہر سال ربیع الاول شریف میں مکہ مکرمہ میں سرکارِ دو عالم ﷺ کی جائے ولادت پر جایا کرتے تھے۔وہاں جھوم جھوم کر وعظ کیا کرتے تھے اور سیدالانبیاء ﷺ کو کبھی کبھی ہم اس محفل پاک میں دیکھا کرتے تھے اور ہم یہ کہتے کہ کیا خوب بات ہے کہ میلاد نبی کریم ﷺ کا ہے اور منانے والے آپ ﷺ کے نواسے ہیں۔(۱۱۸)

امام بخاری علیہ الرحمۃ اور محفلِ میلاد:

امام بخاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں،

''جب سے مجھے ابولہب والی روایت ملی ہے تو اس وقت سے میں ہر سال صاحب خزینۃ القرآن کے ساتھ حضور ﷺ کی جائے ولادت پر حاضری دیتا ہوں۔(۱۱۹)

حضرت معروف کرخی علیہ الرحمۃ اور محفل میلاد:

حضرت سیدنا معروف کرخی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

''جس نے محفل میلاد منعقد کی اور شریک ہونے والوں کو دسترخوان پر جمع کیا

، کھانا کھلایا، روشنی کی، چراغاں کیا، اور نئے کپڑے پہنے، لوبان اور عطر کا استعمال کیا، تو روزِ حشر اللہ تعالیٰ اسے اس پہلی جماعت میں شامل فرمائے گا جو انبیاء پر مشتمل ہوگی اور اعلیٰ علیین میں جگہ پائے گا۔''(۱۲۰)

سیدنا امام شافعی علیہ الرحمۃ اور محفل میلاد:

حضرت سیدنا امام شافعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں،

''جس نے میلاد شریف کی محفل میں اپنے بھائیوں (یعنی برادرانِ اسلام) کو جمع کیا اور انہیں بٹھایا، کھانا کھلایا، ان سے اچھا سلوک کیا تو اس سبب سے اللہ تعالیٰ عزَّ اسمہٗ یوم قیامت صدّیقین، شُہدا اور صالحین کی جماعت میں شامل فرمائے گا اور جنّات النعیم میں داخل فرمائے گا۔(۱۲۱)

سیدنا سرّی سقطی علیہ الرحمۃ اور محفلِ میلاد:

حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ کے ماموں اور شیخ طریقت سیدنا سرّی سقطی قدس سرہٗ فرماتے ہیں،

''جس نے کسی علاقہ میں محفل میلاد کا انعقاد کیا تو گویا اس نے روضۃ من ریاض الجنۃ کا قصد کیا اس لئے کہ نبی پاک ﷺ کی محبت کے بغیر محفل میلاد کا قصد نہیں کیا جاسکتا۔(۱۲۲)

پانچویں صدی کے مجدد امام محمد غزالی قدس سرہٗ اور ذکرِ میلادِ رسول ﷺ:

''ایک شخص، نبی کریم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا، تو حضور ﷺ نے کچھ توجہ نہیں فرمائی، اُس نے حضور ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میری جانب التفات فرمائیں،

حضور ﷺ نے فرمایا،''تیری جانب توجہ نہ کرنا اس وجہ سے نہیں ہے کہ میں تجھے پہچانتا نہیں بلکہ اس سبب سے ہے کہ تو میرا ذکر نہیں کرتا، مجھے درود شریف کے ذریعے یاد نہیں کرتا جبکہ میں اپنے اُمتی کو درود شریف پڑھنے کے نتیجے میں یاد رکھتا اور پہچانتا ہوں۔ (مکاشفۃ القلوب المقرب الی حضرت علام الغیوب، صفحہ ۹۷) امام غزالی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ نے وقت آخر (یعنی وصال کے وقت) وصیّت فرمائی، ''مجھے غسل اور کفن دے کر کوئی میرے قریب نہ ہو اسلئے کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر صلوٰۃ والسلام بھیجے گا، پھر ملائکہ المقربین حضرت جبرائیل، حضرت میکائیل، حضرت اسرافیل، حضرت عزرائیل علیہم السلام اور دیگر تمام فرشتے، پھر میرے اہلِ بیت، وصحابہ پھر خواتین اور بچے سب درود وسلام بھیجیں گے۔ اور جو میرے بعد اور ہیں (یعنی آنے والے ملت اسلامیہ کے افراد) انہیں بھی میری طرف سے یہ پیغام پہنچادو (یعنی درود وسلام کے ذریعے مجھے یاد کرتے رہیں محفل میلاد مُنعقد کرتے رہیں)۔''(۱۲۳)

شیخ الاسلام ابن جزری علیہ الرحمۃ اور محفلِ میلاد:

شیخ الاسلام شمس الدین بن جزری علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں،

''کیا کہنا ہے اس مسلمان موحد کا جو حضور ﷺ کی امت میں ہے اور خوشی مناتا ہے میلاد شریف کی اور جی بھر کر حسبِ استطاعت خرچ کرتا ہے یہ عمل نبی کریم ﷺ کی محبت میں اختیار کرتا ہے۔میں قسم کھاتا ہوں کہ اس کی جزا ربّ کریم کی طرف سے یہی ہے کہ اپنے فضلِ عام سے اس کو جنت میں داخل فرمادے۔(۱۲۴)

یہی شیخ الاسلام مزید فرماتے ہیں،

''میں ۷۸۵ھ میں شبِ عید میلادالنبی ﷺ سلطانِ مصر کی تخت گاہ پہاڑی والے قلعے میں گیا تو وہاں میں نے جو دیکھا اس سے خوش ہوا، میرا اندازہ ہے کہ اس رات قاریوں، حاضرین، واعظین اور نعت خوانوں وغیرہ پر تقریباً دس ہزار مثقال سونا، خلعتوں، طعام، اور چراغاں کرنے پر خرچ کیا گیا۔ میں نے شمار کیا تو پچیس حلقے صرف ان پڑھنے والوں کے تھے جو ابھی بچے تھے۔'' (۱۲۵)

امام سیوطی علیہ الرحمۃ اور محفل میلاد:

نویں صدی ہجری کے مجدّد امام جلال الدین سیوطی الشافعی قدس سرہٗ اپنی تصنیف لطیف ''الوسائل فی شرح الشمائل'' میں لکھتے ہیں،

''وہ گھر، مسجد، محلہ اور وادی امن میں ہیں جس میں نبی مکرم ﷺ کی محفل میلاد کا انعقاد ہو، ملائکہ اس گھر یا مسجد یا محلّہ کو گھیر لیتے ہیں اور رحمتیں نازل کرتے ہیں یہاں مقیم افراد پر۔ انہیں اللہ تعالیٰ رحمۃ و رضوان کی نظروں سے دیکھتا ہے۔'' (۱۲۶)

امام بیہقی علیہ الرحمۃ اور محفل میلاد:

امام بیہقی قدس سرہٗ اپنی سند صحیح کے ساتھ حضرت عثمان بن ابوالعاص ثقفی ؓ (صحابی رسول) سے روایت کرتے ہیں کہ جس شب آقائے دوجہاں علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت مبارکہ ہوئی، میری والدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس

حاضر تھیں، وہ بیان کرتی ہیں،

''گھر کی جس چیز پر میں نظر ڈالتی وہ پرنور نظر آتی میں ستاروں پر نگاہ ڈالتی تو کیا دیکھتی کہ وہ اس گھر سے قریب تر آرہے ہیں، یہاں تک کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ ستارے میرے اوپر نہ گر جائیں تو میں بے اختیار بول پڑی کہ ستارے میرے اوپر گر پڑیں گے۔ (۱۲۷)

حافظ الحدیث علامہ سخاوی علیہ الرحمہ اور محفلِ میلاد:

علامہ شمس الدین سخاوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ''اندلس'' اور ''مغرب اقصیٰ'' کے سلاطین اسلام نے ربیع الاول شریف کی ایک رات ایسی معین کی تھی کہ لوگ سواریوں پر آتے اور اس شب کو مجمع کرتے تھے، اکابر آئمہ کرام ہر طرف سے آتے اور غیر مسلموں میں کلمۂ ایمان کا غلبہ ہوتا تھا۔'' (۱۲۸)

علاّمہ اسمٰعیل ابن عمر بن کثیر دمشقی اور محفل میلاد

(م ۷۷۴ھ مصنف تفسیر ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، جامع المسانید والسنن و تلمیذ علامہ ابن تیمیہ حرانی)

علامہ ابن کثیر علیہ الرحمۃ نے ایک کتاب ''مولد الرسول ﷺ'' جامع مسجد مظفری (جہاں جشن عید میلادالنبی ﷺ کا اہتمام ہوتا تھا) کے مؤذن شیخ عماد الدین ابوبکر بن بدالدین حسن کی درخواست پر تالیف کی۔ جامع مسجد مظفری ''سلطان مظفر الدین کوکبوری الاربل (م۔ ۶۳۰)'' نے دمشق میں تعمیر کروائی تھی۔ علامہ ابن کثیر نے لکھا ہے،

''ساتویں دن عقیقہ کے موقع پر اہل قریش دعوت طعام سے فارغ ہو کر حضور ﷺ کے دادا جناب عبدالمطلب سے پوچھتے ہیں کہ آپ نے اپنے

پوتے کا نام کیا رکھا؟ انہوں نے فرمایا ''محمد'' لوگوں نے پوچھا، خاندان کے ناموں سے ہٹ کر یہ نام کیوں رکھا؟ جواب دیا، میری نیت ہے کہ آسمان پر اللہ ان کی حمد کرے اور زمین پر اللہ کی مخلوق ان کی حمد کرے۔ چوں کہ حضور اقدس ﷺ اوصاف حمیدہ اور لائق ستائش کمالات کے جامع تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے گھر والوں کو ''محمد'' نام رکھنے کا الہام فرمایا، تا کہ نام اور نام والے میں مناسبت رہے۔ (۱۲۹)

محافلِ میلاد کو جشن کا انداز دینے والے سلطانِ عادل

ابوسعید کوکبوری بن ابی الحسن علی بن بکتکین بن محمد الملقب الملک المعظم مظفر الدین صاحب اربل

سلطان مظفر الدین کا شمار نیک اور عادل حکمرانوں میں ہوتا ہے۔ آپ ''اربل اور اس کے نواحی شہروں'' کے حاکم تھے۔ سلطان صلاح الدین ایوبی علیہ الرحمۃ کی بہن اسلت ربیعہ خاتون بنت ایوب، سلطان مظفر کے نکاح میں تھی۔ آپ کے والد ابی الحسن زین الدین المعروف کجک تھے۔

مورخ ابن خلکان ''وفیات الاعیان'' میں لکھتے ہیں،

''اور اب رہی اس کی سیرت کی بات، تو کارہائے خیر میں اس کے ایسے عجیب وغریب واقعات ہیں کہ کسی نے سُنا نہ ہوگا کہ اس نے جو کیا ہے کسی نے کیا ہے۔ اور اسے دنیا میں صدقہ سے بڑھ کر کوئی چیز محبوب نہ تھی وہ ہر روز ڈھیروں ڈھیروں روٹیاں شہر کے مختلف مقامات پر محتاجوں میں تقسیم کرتا تھا اور ہر جگہ پر بہت لوگ اکٹھے ہو جاتے تھے وہ دن کے پہلے حصے میں ان کی تقسیم کرتا تھا اور جب وہ سواری سے اترتا تو اس کے گھر کے پاس بہت

سے لوگ جمع ہو جاتے تو وہ انہیں اپنے پاس بلاتا اور ہر ایک کو موسم گرما اور سرما کے مطابق لباس وغیرہ دیتا اور لباس کے ساتھ سونے کے دو تین دینار بھی دیتا یا اس سے کم وبیش دیتا، اور اس نے لُنجوں، اور اندھوں کے لیے چار خانقاہیں بنائیں، اور انہیں ان دونوں قسم کے آدمیوں سے بھر دیا اور ہر روز جو انہیں ضرورت ہوتی تھی اس کے مطابق ان کے لیے وظیفہ مقرر کیا اور وہ سوموار اور جمعرات کی عصر کو خود ان کے پاس آتا تھا، اور ہر ایک کے گھر میں داخل ہوتا تھا اور اس کا حال پوچھتا تھا۔ اور وہ اس سے کچھ خرچ مانگتا تو دیتا۔ اور وہ دوسرے کے پاس جاتا حتیٰ کہ وہ سب کے پاس چکر لگاتا۔ اور وہ ان کو خوش کرتا۔ اور ان سے مذاق کرتا اور ان کے دلوں کو ڈھارس دیتا اور اس نے بیوہ عورتوں کے لیے ایک گھر بنایا اور ایک گھر چھوٹے یتیم بچوں کے لیے بنایا۔ اور ایک گھر ملاقیط (وہ نومولود بچے جن کو پھینک دیا جاتا ہے) کے لیے بنایا، اور ان کے لیے دودھ پلانے والیوں کی ایک جماعت مقرر کی، اور ہر مولود کو اٹھا کر ان کے پاس لایا جاتا اور وہ انہیں دودھ پلاتیں۔ اور اس نے ہر گھرانے کی ضرورت کے مطابق وظائف مقرر کیے، اور وہ ہر وقت گھروں میں آتا اور ان کے احوال معلوم کرتا۔ اور مقرر شدہ خرچ سے انہیں زائد خرچ دیتا اور وہ ہسپتال بھی جاتا، اور ایک ایک مریض کے پاس کھڑے ہو کر اس کا حال اور اس کے شبستان اور اس کی خواہش کے متعلق پوچھتا اور اس کا ایک مہمان خانہ بھی تھا جس میں شہر آنے والا ہر فقیہ اور فقیر آتا۔ مختصر یہ کہ جو بھی اس کا قصد کرتا اس میں اسے داخل ہونے سے نہ روکا

جاتا اور ان کے لیے صبح اور شام کے کھانے مقرر ہوتے تھے اور جب کوئی سفر کا ارادہ کرتا تو وہ اس کے مناسب حال اسے خرچ دیتے۔ اور اس نے ایک مدرسہ بنایا اور اس میں شافعیہ اور حنفیہ کے فقہا کو مقرر کیا، اور وہ ہر وقت خود بھی اس مدرسہ میں آتا تھا۔ اور وہاں دستر خوان لگاتا اور رات گزارتا اور سماع کرتا۔ اور جب خوش ہوتا اور اپنے کچھ کپڑے اتارتا تو بطور انعام ایک جماعت کو بھجوا دیتا۔ اور سماع کے سوا اُسے کوئی لذت نہ تھی۔ وہ بُرے کاموں کا ارتکاب نہ کرتا تھا اور نہ انہیں شہر میں آنے کا موقع دیتا تھا۔ اور اس نے صوفیاء کے لیے دو خانقاہیں بنائیں جن میں قیام کرنے والوں اور آنے والوں کی بہت سی مخلوق رہتی تھی۔ اور اجتماعات کے ایام میں ان دونوں میں مخلوق کی اس قدر کثرت ہوتی تھی جس سے انسان حیرت زدہ ہو جاتا تھا۔ اور ان دونوں کے لیے بہت سے اوقاف بھی تھے جو اس مخلوق کی تمام ضروریات کے متکفل تھے اور وہ ہر سال دو دفعہ اپنے سیکرٹریوں کی ایک جماعت بلادِ ساحل کی طرف بھیجتا تھا اور ان کے پاس بہت سا مال بھی ہوتا تھا جس سے وہ مسلمان قیدیوں کو کفار کے قبضے سے چھڑاتے تھے۔ اور جب وہ اس کے پاس پہنچتے تو وہ ہر ایک کو کچھ دیتا۔ اور اگر نہ پہنچتے تو سیکریٹری اس کے حکم کے مطابق انہیں دیتے۔

اور وہ ہر سال حاجیوں کے لیے سبیل مقرر کرتا اور اس کے ساتھ راستے میں مسافر کو جو ضروریات ہوتیں وہ بھی بھجواتا، اور اس کے ساتھ اس کا سیکریٹری پانچ یا چھ ہزار دینار لے کر چلتا، جنہیں وہ حرمین کے محتاجوں اور وظیفہ

خواروں میں خرچ کرتا اور مکہ میں اس کی خوبصورت یادگاریں ہیں جن میں سے بعض اب تک باقی ہیں۔ اور وہ پہلا شخص ہے جس نے وقوف کی رات کو جبل عرفات کی طرف پانی جاری کیا اور اس پر بہت خرچ کیا۔ اور پہاڑ پر پانی کے حوض بنائے، کیونکہ حجاج پانی کے نہ ہونے سے تکلیف اُٹھاتے تھے اور اس نے وہاں قبرستان بھی بنایا۔

اب رہی بات اس کے نبی کریم ﷺ کے جشن میلاد کی تو تاریخ وتعریف اس کا احاطہ نہیں کرسکتی، لیکن ہم اس کا کچھ بیان کرتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ:

اہل ملک نے سُنا کہ اسے اس کے بارے میں حسن اعتقاد ہے تو اربل کے نزدیکی شہروں مثلاً بغداد، موصل، جزیرہ، سنجار، نصیبین، بلادعجم اور ان کے نواح سے فقہاء صوفیاء واعظین، قراء اور شعرا کی بہت سی مخلوق اس کے پاس پہنچ جاتی اور وہ محرم سے ماہ ربیع الاول کے اوائل تک مسلسل آتے رہتے، اور مظفر الدین لکڑی کے گنبد نصب کرنے کا حکم دیتا اور ہر گنبد چار یا پانچ منزلوں کا ہوتا اور وہ بیس یا اس سے زیادہ گنبد بناتا، ان میں سے ایک گنبد اس کا اپنا ہوتا اور باقی امراء اور اعیانِ حکومت کیلئے ہوتے، یعنی ہر ایک کے لیے ایک گنبد ہوتا۔ اور جب یکم صفر ہوتی تو وہ ان گنبدوں کو کئی قسم کی خوبصورت اشیاء سے مزین کرتا اور خانقاہ میں رات بسیرا کرتا اور سماع کرتا اور صبح کی نماز کے بعد شکار کو چلا جاتا، پھر ظہر سے پہلے قلعہ کی طرف واپس آجاتا۔ اور میلاد سے دو دن پہلے بے شمار اونٹ، بیل اور بکریاں باہر نکالتا اور اس کے پاس جو ڈھول، گلوکار اور ساز ہوتے ان سب کو بھیجتا، حتیٰ

کہ انہیں میدان میں لے آتا پھر وہ انہیں ذبح کرنے میں مصروف ہو جاتے اور دیگیں نصب کرتے اور مختلف قسم کے گوشت پکاتے اور جب میلاد کی رات آتی تو وہ قلعے میں نماز مغرب پڑھنے کے بعد سماع کرتا پھر نیچے اترتا اور اس کے آگے بہت سی شمعیں روشن ہوتیں اور ان میں دو یا چار مجھے اس میں شک ہے۔ جتنی شمعیں ہوتیں جن میں ہر ایک کو خچر پر لادا جاتا اور ان کے پیچھے ایک شخص ان کو سہارا دیئے ہوتا اور وہ خچر کی پشت سے بندھی ہوتیں، حتیٰ کہ وہ خانقاہ تک پہنچ جاتا۔ اور جب میلاد کے دن کی صبح ہوتی تو وہ صوفیا کے ہاتھوں خلعتوں کو قلعہ سے خانقاہ تک لاتا ان میں سے ہر شخص کے ہاتھ پر بقچہ ہوتا اور وہ ایک دوسرے کے پیچھے پے در پے آتے اور ان میں بہت سی چیزیں آجاتیں جن کی تعداد کو میں یقین کے ساتھ بیان نہیں کرسکتا، پھر وہ خانقاہ کی طرف آتا اور اعیان اور رؤسا اور چوہدریوں کی ایک بہت بڑی جماعت اور واعظوں کے لیے سٹیج لگایا جاتا اور مظفر الدین کے لیے چوبی گنبد نصب کیا جاتا جس کی کھڑکیاں اس جگہ تک تھیں جس میں لوگ اور اسٹیج ہوتا۔ اور گنبد کی دوسری کھڑکیاں میدان تک تھیں وہ بہت وسیع میدان تھا اور اس میں افواج اکٹھی ہوتی تھیں اور وہ اس دن ان کی نمائش کرتا اور کبھی وہ فوج کی نمائش کو دیکھتا اور کبھی لوگوں اور واعظوں کو دیکھتا۔ اور مسلسل ایسے ہی کرتا رہتا حتیٰ کہ فوج اپنی نمائش سے فارغ ہو جاتی۔ اس موقع پر میدان میں فقراء کے لیے دستر خوان لگایا جاتا اور عام دستر خوان میں کھانا اور بے شمار روٹیاں ہوتیں اور دوسرا دستر خوان خانقاہ میں اسٹیج کے پاس

جمع ہونے والے لوگوں کے لیے لگایا جاتا اور وہ نمائش اور واعظوں کے وعظ کے دوران اس اجتماع میں آنے والے اعیان اور رؤسا کو، وہ فقہاء واعظین، قراء اور شعراء کو ایک ایک کر کے بلاتا اور ہر ایک کو خلعت دیتا پھر وہ اپنی جگہ واپس آجاتا اور جب یہ سب کام مکمل ہو جاتا تو وہ دستر خوان پر آتے رہتے۔ پھر وہ یہ رات وہیں گزارتا۔ اور صبح تک نعتیہ قصائد ہوتے رہتے اس طرح وہ ہر سال کرتا میں نے صورت حال کا ملخص کر دیا ہے۔ اور استقصاء طویل ہوتا ہے، اور جب وہ اس اجتماع سے فارغ ہو جاتے تو ہر شخص اپنے شہر کو واپس جانیکو تیار ہو جاتا تو وہ ہر شخص کو کچھ خرچ دیتا۔

اور وہ کریم الاخلاق، بہت متواضع، اچھے عقیدے والا، راز کی حفاظت کرنے والا اہل السنۃ والجماعۃ کی طرف بہت میلان رکھنے والا تھا۔ اہل علم میں سے فقہاء اور محدثین کے سوا کسی پر خرچ نہ کرتا تھا اور ان کے علاوہ جو لوگ تھے انہیں تکلف سے کوئی چیز دیتا تھا اور یہی شعراء کا حال تھا۔ وہ ان سے بات نہ کرتا اور نہ انہیں دیتا، مگر جب وہ اس کا قصد کرتے تو وہ ان کے قصد کو ضائع نہ کرتا اور جو اس سے نیکی کا خواہاں ہوتا، اس کی امید کو ناکام نہ کرتا، اور وہ علم تاریخ کی طرف مائل تھا اور اس کے دل میں اس کے متعلق کوئی بات تھی۔ جس کے بارے میں وہ گفتگو کرتا تھا۔ اور مرحوم ہمیشہ ہی اپنی جنگوں میں باوجود ان کے بکثرت ہونے کے مؤید ومنصور رہا، اور یہ بیان نہیں کیا گیا کہ اس نے کبھی جنگ میں شکست کھائی ہو۔

اور اگر میں نے اس کے محاسن کا استقصاء کیا، تو کتاب طویل ہو جائے گی

اوراس کی نیکیوں کی شہرت طوالت سے بے نیاز کرنے والی ہے اوراس سوانح سے واقفیت رکھنے سے معذرت ہے کہ اس میں طوالت پائی جاتی ہے۔اوراس کا سبب ہم پراس کے وہ حقوق ہیں جن کے بعض کا ہم شکریہ ادا نہیں کرسکتے ۔اورمنعم کا شکر واجب ہے، جزاہ اللہ عنّا احسن الجزاء۔اور اسکے ہم پر کتنے ہی احسان ہیں اوراس کے اسلاف کے ہمارے اسلاف پر کتنے ہی انعام ہیں ، اورانسان احسان کا پروردہ ہے اوراسکی نیکیوں کے اعتراف کے باوجود میں نے اس کے متعلق ازراہ مبالغہ کوئی بات بیان نہیں کی، بلکہ جو کچھ میں نے بیان کیا ہے سب کا سب دیکھا بھالا ہے۔اور بسا اوقات میں نے اختصار کی خاطراس کا کچھ حصہ حذف کردیا ہے۔

اس کی ولادت قلعہ موصل میں ۲۷محرم ۵۴۹ھ کو منگل کی رات کو ہوئی اوروفات ۱۴رمضان ۶۳۰ھ کوظہر کے وقت اس کے گھر میں ہوئی، جواس کے غلام شہاب الدین قراطایا کا تھا۔ پھراسے قلعہ اربل لے جاکر وہیں دفن کردیا گیا۔پھراس کی وصیت کے مطابق اسے مکہ لایا گیا اور وہاں اس نے اپنے لیے پہاڑ کے نیچےایک گنبد تیار کیا تھا کہ اس میں اسے دفن کیا جائے۔‘‘(۱۳۰)

سلطان مظفرالدین کی ’’محفل میلاد اور علماء ومشائخ‘‘:

سلطان کے اخلاص کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک صحابی رسول حضرت وحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی اولاد میں اُنکے نبیرہ (یعنی پوتے) علامہ ابوالخطاب ابن وحیہ کلبی رضی اللہ عنہما، سلطان کے یہاں محفل میلاد میں تشریف لانے لگے۔ سلطان کی درخواست پر

معروف کتاب ’’التنویر فی مولد سراج المنیر‘ تصنیف کی، اوراسے محفل میں پڑھتے۔ علامہ ابن جوزی محدث لکھتے ہیں،

’’اس محفل میلاد میں اکابر علماء ومشائخ شریک ہوتے تھے۔‘‘(۱۳۱)

نویں صدی کے مجدد امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ اور محفلِ میلاد:

نویں صدی کے مجدد امام جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں کہ،

’’اس شان وشوکت کی محفل مبارک کی بنیاد رکھی اس سلطان نے جو علم والے تھے اورنیت یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو اور محفل مبارک میں سارے علماء اور مشائخ شریک ہوتے بغیر کسی انکار ومنکر کے۔‘‘(۱۳۲)

غرض علماء واولیاء کا اس محفل مبارک پر اجماع ہوگیا، یہ ۶۰۴ھ کی بات ہے سلطان اس محفل کو ۶۳۶ھ تک کرتے رہے اوروصال کیا اورتمام آئمہ وداعیان، علماء و مشائخ نے برابر شرکت کی ۔اوراس طرح یہ اجماع دلیل شرعی بن گیا، اس اجماع کے بعد سارے مسلمان تمام ملکوں اور بڑے بڑے شہروں میں ربیع الاول شریف میں محافلِ میلاد کرنے لگے اوراس محفل پاک کی برکتیں اور فضلِ خداوندی کے جلوے ظاہر ہونے لگے۔(۱۳۳)

مُلا علی قاری اور محفلِ میلاد:

دسویں صدی کے مجدد برحق لکھتے ہیں کہ

’’ہمیشہ سے اہلِ اسلام ہرسال محفلِ میلاد منعقد کرتے ہیں اور حضور ﷺ کی میلاد خوانی کرتے ہیں جس کی برکت سے اللہ عزوجل کا فضل نازل ہوتا ہے۔(۱۳۴)

امام ربّانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ اور محفلِ میلاد:

’’ہم نے میلادالنبی ﷺ کے موقع پر قسم قسم کے کھانے پکانے اورایک محفلِ مسرت قائم کرنے کو کہا ہے‘‘(۱۳۵)

شاہ عبدالرحیم اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہم الرحمۃ اور محفل میلاد:

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں،

’’میرے والد گرامی فرماتے تھے کہ میں یوم میلاد کے موقعہ پر کھانا پکوایا کرتا تھا۔اتفاق سے ایک سال کوئی چیز میسر نہ آسکی کہ کھانا پکواؤں، صرف بھنے ہوئے چنے موجود تھے، چنانچہ یہی چنے میں نے لوگوں میں تقسیم کیے۔ خواب میں دیکھا کہ آنحضرت ﷺ تشریف فرما ہیں، یہی چنے آپ کے سامنے رکھے ہیں، اور آپ نہایت خوش اور مسرور دکھائی دے رہے ہیں۔‘‘(۱۳۶)

یہی شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ مزید لکھتے ہیں،

’’میں مکہ معظّمہ میں مولدالنبی ﷺ میں بارہویں شریف کو موجود تھا سب لوگ درود شریف پڑھ رہے تھے اوران عجائب احوال کا تذکرہ ہوتا تھا جو ولادت شریفہ کے وقت ظاہر ہوئے تھے اور بعثت سے پہلے کا احوال بیان ہورہا تھا کہ مجھے نظر آیا کہ انوار کی بارش ہورہی ہے۔‘‘(۱۳۷)

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور محفلِ میلاد:

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ ابن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ

نے علی محمد خان صاحب مرادآبادی کو ایک خط میں لکھا،

’’بارہویں شریف کی محفلِ میلاد شریف اور عاشورہ کی مجلس میرے معمولات میں سے ہے۔‘‘(۱۳۸)

شاہ عبدالغنی دہلوی، شیخ الاسلام حضرت ارشاد حسین مجددی رامپوری، مولانا رحمت اللہ کیرانوی مہاجر مکی بانی مدرسہ صولتیہ مکۃ المکرّمہ، علامہ ہدایت اللہ سندھی مہاجر مکی، استاذ العلماء لطف اللہ علیگڑھی، رحمہم اللہ اجمعین اور محفل میلاد

حضرت علامہ عبدالسمیع انصاری رامپوری علیہ الرحمۃ نے اپنی عظیم تصنیف ’’انوار ساطعہ در بیان مولود وفاتحہ‘‘ کو عالمِ اسلام کے مقتدر علماء ومشائخ سے منقول دلائل و براہین سے مزیّن کیا ہے۔مندرجہ بالا حضرات علمائے کرام کے دستخط اس تصنیف کے آخر میں موجود ہیں اورانہوں نے تقاریظ بھی تحریر فرمائی ہیں ۔اسی تصنیف پر علماءِ حرمین شریفین، علماءِ عراق، علماءِ شام اور دیگر بلادِ اسلامیہ کے علماء ومفتیانِ کرام کی تقاریظ اورمواہیر موجود ہیں، جن کی تعداد سینکڑوں سے متجاوز ہے۔جبکہ یہ علماءِ کرام مختلف مذاہب (یعنی فقہی مذاہب) میں مقلد ہیں۔(۱۳۹)

یہ حضرات نہ صرف اپنے یہاں محافلِ میلادِ مقدسہ کا اہتمام نہایت عقیدت و احترام سے کرتے تھے بلکہ معتقدین ومسلمین کی دعوت پران کے یہاں جاکر میلاد شریف کا بیان ان کا معمول تھا۔ان حضرات میں جو مدینہ منورہ اورمکہ مکرمہ جاکر مقیم ہو گئے وہاں بھی انہوں نے اس سلسلہ کو جاری رکھا اوران کے معتقدین ومریدین اوران کی اولاد میں یہ سلسلہ آج بھی جاری وساری ہے۔

شیخ المشائخ حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی اور محفل میلاد:

''اس میں تو کسی کو کلام ہی نہیں کہ نفس ذکر ولادت شریف حضرت فخر آدم سرور عالم ﷺ موجب خیرات و برکات دنیوی و اخروی ہے......رہا اعتقاد کہ جس مجلس مولد میں حضور پرنور ﷺ رونق افروز ہوتے ہیں اس اعتقاد کو کفر و شرک کہنا، حد سے بڑھنا ہے کیونکہ یہ امر ممکن عقلاً ونقلاً، بلکہ بعض مقامات پر اس کا وقوع بھی ہوتا ہے، رہا یہ شبہ کہ آپ کو کیسے علم ہوا یا کئی جگہ کیسے ایک وقت میں تشریف فرما ہوئے یہ ضعیف شبہ ہے آپ کے علم و روحانیت کی وسعت جو دلائل نقلیہ و کشفیہ سے ثابت ہے اس کے آگے، یہ ادنیٰ سی بات ہے، علاوہ اس کے اللہ کی قدرت تو محلِ کلام نہیں اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اپنی جگہ تشریف رکھیں اور درمیانی حجاب اٹھ جاویں، بہرحال ہر طرح یہ امر ممکن ہے......پس تحقیق مختصر اس مسئلے میں یہ ہے جو مذکور ہوئی اور مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولود میں شریک ہوتا ہوں، بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف ولذت پاتا ہوں۔'' (۱۴۰)

ابوظفر سراج الدین بہادر شاہ علیہ الرحمۃ (آخری تاجدارِ مغلیہ) اور محفل میلاد:

سراج الدین ابوظفر بہادر شاہ دہلی بھی استحباب محفلِ میلاد شریف کا اعتقاد رکھتے تھے، اور رئیس مسلمان، اسلام کے تجمل و احتشام کا سبب ہوتا ہے اس لئے رئیس المسلمین وزین المسلمین سمجھ کر ان کی مہر بھی علماءِ دہلی کی مہروں کے ساتھ کرائی گئی، علامہ فضلِ حق خیر آبادی، مفتی صدرالدین آزردہ، حضرت شاہ فضل رسول بدایونی اور

مفتی عنایت احمد کاکوروی رحمہم اللہ کی مہریں اور دستخط بھی رسالہ ''غایۃ المرام'' مطبوعہ مطبع علوی ۱۲۷۰ھ پر شائع ہوئی تھیں۔ (۱۴۱)

تاجدار گولڑہ قبلۂ عالم پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی علیہ الرحمۃ اور محفلِ میلاد:

''ہمارے حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کی نوری مخلوق میں سب سے اول ہیں، اسی طرح اذنِ شفاعت میں بھی سب سے اول ہونگے۔ با اعتبارِ ظہورِ خارجی آپ خاتم النبیین ہیں اور اسی وجہ سے آپ کی مثل اور نظیر ناممکن ہے، کیونکہ جس طرح اول ثانی نہیں ہوسکتا، ثانی بھی اول نہیں ہوسکتا۔'' (۱۴۲)

شیخ الدلائل علامہ عبدالحق الہ آبادی مہاجر مکی علیہ الرحمۃ اور محفلِ میلاد:

شیخ الدلائل علامہ عبدالحق الہ آبادی مہاجر مکی علیہ الرحمۃ خلیفہ حاجی امداداللہ مہاجر مکی نے میلاد مصطفیٰ ﷺ پر ایک تحقیقی کتاب ''الدّر المنظم فی مولد النبی الاعظم ﷺ'' تصنیف فرمائی جس میں نبی کریم ﷺ کا بیان فرمودہ بابت میلاد شریف رقم کر کے موجودہ مروجہ میلاد شریف کے دلائل و براہین تحریر کئے ہیں۔ (۱۴۳)

شاہ احمد سعید مجددی مہاجر مدنی علیہ الرحمہ اور محفل میلاد:

شاہ احمد سعید مجددی مہاجر مدنی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں،

''میلاد مصطفیٰ ﷺ کے دلائل پوچھنے والے اے عالمو! ...... یاد رکھو! میلاد شریف کی محفل میں آپ ﷺ کی کمال شان پر دلالت کرنے والی آیات، صحیح احادیث، ولادت باسعادت، معراج شریف، معجزات اور وفات کے واقعات کا بیان کرنا ہمیشہ سے بزرگانِ دین کا طریقہ رہا ہے لہٰذا تمہارے

انکار کی ضد کے سوا کوئی وجہ نہیں اگر تم مسلمان ہو اور محبوب رب العالمین سید الانبیاء والمرسلین ﷺ کے احوال سننے کا شوق ہے تو (ہمارے) پاس آؤ اور سنو (تاکہ) تمہیں پتہ چلے کہ ہمارا دعویٰ حقیقت پر مبنی ہے۔ محفل میلاد دراصل وعظ ونصیحت ہے اس کے لئے جو کان لگائیں اور متوجہ ہوں۔'' (۱۴۴)

دیگر علماءِ برصغیر اور میلاد شریف:

حضرت مولانا شاہ عبدلقادر بدایونی......حضرت مولانا شاہ عبدالحیٔ گلشن آبادی ......حضرت مولانا احمد حسن کانپوری......حضرت مولانا شاہ عبداللہ کانپوری ......حضرت مولانا نور محمد کانپوری (بانی مدرسہ احسن المدارس، کانپور) ......حضرت مولانا فقیر محمد کانپوری......حضرت مولانا مشتاق احمد کانپوری......حضرت مولانا نثار احمد کانپوری......حضرت مولانا عبدالرزاق کانپوری......حضرت مولانا ابولبرکات تراب علی فرنگی محلی ......حضرت مولانا ابوالبقاء محمد عبدالحکیم فرنگی محلی ......حضرت مولانا محمد عبدالحلیم فرنگی محلی ......حضرت مولانا عبدالباری فرنگی محلی ......پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری......حضرت مولانا غلام دستگیر قصوری......حضرت مولانا نبی بخش حلوائی ......حضرت شاہ علی حسین اشرفی الجیلانی......حضرت امین الحسنات پیر آف مانکی شریف، حضرت مولانا عبدالرحمٰن بھرچونڈی شریف......حضرت پیر سید صبغت اللہ شاہ شہید پیر آف پگارا......حضرت شمس الدین سیالوی......حضرت شاہ وصی احمد محدث سورتی......حضرت مفتی سید نعیم الدین مرادآبادی......حضرت مولانا امجد علی اعظمی اور حضرت مولانا سید دیدار علی شاہ الوری وغیرہا محفل میلاد شریف اور اس میں سلام و قیام کو اہتمام سے انجام دیتے تھے۔ (۱۴۵)

حضرت مولانا شاہ فضلِ رحمان گنج مرادآبادی اور محفلِ میلاد:

حضرت مولانا عبدالسمیع رامپوری مصنف ''انوارِ ساطعہ'' نے ایک خط لکھ کر شیخ گنج مرادآبادی سے دریافت کیا ''میلاد شریف کی بابت آپ کا کیا عمل ہے؟'' تو انہوں نے جواب بھیجا کہ ''ہم اپنے استاد مولانا محمد اسحٰق کے ساتھ ہمیشہ محفلِ میلاد میں شریک ہوتے تھے۔'' (۱۴۶)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ اور محفلِ میلاد:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کی من جملہ ایک ہزار سے زائد تصنیفات میں میلاد شریف کے عنوان سے ایک درجن سے زائد تالیفات ہیں۔ آپ علیہ الرحمہ اپنے یہاں نہایت تزک و احتشام سے محافلِ میلاد کا اہتمام فرمایا کرتے اور محفل سے خطاب فرماتے، جب آپ صرف چھ برس کے تھے تو میلاد شریف کے موضوع پر پہلا خطاب فرمایا، اور تا دم زیست سالانہ محافلِ میلاد سے خطاب فرماتے رہے۔ آپ لکھتے ہیں،

''فرمایا اللہ تعالیٰ نے (واما بنعمت ربک فحدث) تو واجب ہوگیا ہم پر بیان کرنا اس امر کا کہ اللہ نے ہم پر احسان کیا جو ایسی نعمت بھیج دی اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے (وذکر هم بايام الله) پھر کون سا بڑا دن ہے حضرت کے یومِ ولادت شریف ﷺ سے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے (قل بفضل اللهِ وبرحمته فبذالک فليفرحوا) اور یہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے کہ حضرت ﷺ رحمت ہیں اور فضل بھی، پس واجب کر دیا اللہ تعالیٰ نے

فرحتِ ولادت ﷺ کو تو ہمیں چاہیے مولود شریف کو عید بنالیں۔ (۱۴۷)

شاہ سلامت اللہ علیہ الرحمۃ تلمیذ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور محفلِ میلاد

آپ مولد شریف دائم کرتے تھے اور اثبات میلاد میں دلائل قاطعہ قائم کرتے تھے، نظماً ونثراً اس محفل قدس کی ترغیب دلاتے اشعار دلکش اس باب میں ارشاد فرماتے، ازاں جملہ دوشعران کے رسالہ موسومہ ''خدا کی رحمت'' میں ہیں رقم کرتا ہوں،

پیدا ہوا جس دن سے محمد سا نبی ہے
یہ شادی میلاد رسول عربی ہے
تعظیم کھڑے ہو کے لاؤ ادب سے
اس کام کا انکار بڑی بے ادبی ہے
(۱۴۸)

شاہ غلام رسول قادری اور محفلِ میلاد:

پیر طریقت شاہ غلام رسول قادری علیہ الرحمۃ نے ۱۹۱۳ء میں کراچی میں ''جمعیت الاحناف'' کی بنیاد رکھی جس کے قواعد وضوابط میں اراکین کیلئے یہ شق طے کی کہ ہر شادی و بیاہ کے موقع پر محفلِ میلاد کا انعقاد ضروری ہے۔ (۱۴۹)

اسلامی جمہوریہ پاکستان اور محفلِ میلاد:

قیامِ پاکستان کے بعد کراچی میں جلوسِ میلاد کا اجراء ''انجمن مسلمانانِ پنجاب'' اور جماعتِ اہلسنت پاکستان کے تحت مجاہد ملت مولانا عبدالحامد بدایونی، خطیب

پاکستان مولانا محمد شفیع اکاڑوی، علامہ شاہ احمد نورانی، اور پیر طریقت محبوب رحمانی محمد شاہ فاروق رحمانی نے کیا اور جلوسِ میلاد کی قیادت کرتے رہے۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے صدور و وزراء اعظم بھی ہمیشہ سرکاری طور پر محفلِ میلاد کا انعقاد کرتے رہے اور یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے۔ اور کیوں نہ ہو کہ بانی پاکستان نے قیامِ پاکستان کے بعد جس تعطیل کا فیصلہ اپنی پہلی تشکیل شدہ کابینہ سے لیا تھا وہ عید میلادالنبی ﷺ کے دن ۱۲ ربیع الاول سے متعلق ہے۔

قائداعظم محمد علی جناح اور محفلِ میلاد:

قائداعظم محمد علی جناح نہ صرف محافل میلادالنبی ﷺ میں شرکت فرماتے بلکہ محبت وعقیدت میں ڈوب کر بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں اپنی عقیدت کے پھول بھی نچھاور کرتے تھے۔

نواب بہادر یار جنگ مرحوم ۱۹۳۴ء میں عید میلادالنبی ﷺ کے ایک جلسہ میں قائد اعظم محمد علی جناح سے ملے۔ نواب بہادر یار جنگ بہت بڑے خطیب تھے اور ان کی خصوصیت یہی تھی کہ وہ عید میلادالنبی ﷺ کے جلسوں میں خطاب کیا کرتے تھے۔ قائد اعظم سے مل کر اتنے متاثر ہوئے کہ تحریک پاکستان میں قائداعظم کے دست راست ثابت ہوئے۔ اسی جلسہ کے ضمن میں نواب بہادر یار جنگ قائداعظم کی تقریر کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں،

''خطبہ صدارت ختم ہوا اور تکبیر کے نعروں میں، محمد ﷺ اور علی ؓ کے ناموں سے نسبت رکھنے والا، عقل و دل کے جناحین پر خود بھی عرش کی سیر کرنے لگا

اور اپنے سامعین کو بھی فرش سے بلند کرنے لگا۔ تقریر مختصر تھی جس کے ابتدائی جملے میرے لئے سند تھے اور آخری حصہ قانون محمدی ﷺ کا دنیا کے دیگر مشہور قوانین خصوصاً ''رومن لاء'' سے تقابلی مطالعہ تھا۔ موجودہ قوانین کا ایک عالم متبحر جس کی زندگی ''رومن لاء'' کی ذرّیات کو اپنی آغوش میں پرورش کرتے ہوئے گزری، جب قانون محمدی ﷺ کے گوشے کھولنے لگا تو آپ اندازہ کرسکتے ہیں کہ تعلیم مغرب کے شیدائیوں نے حسن محمدی ﷺ کے کیسے کیسے جلوے دیکھے ہوں گے۔''

قیام پاکستان کے بعد جنوری ۱۹۴۸ء میں پہلی عید میلادالنبی ﷺ کے موقع پر قائد اعظم محمد علی جناح حضور سرکار کائنات ﷺ سے اپنی عقیدت ومحبت کا اظہار یوں کرتے ہیں،

''آج ہم لوگ یہاں ایک حقیر اجتماع کی صورت میں اس عظیم شخصیت ﷺ کو خراج عقیدت ادا کرنے کے لئے جمع ہوئے ہیں۔ جس ﷺ کی تقدیس نہ صرف یہ کہ کروڑوں دلوں میں موجزن ہے بلکہ جس ﷺ کے سامنے دنیا کی تمام بڑی بڑی شخصیتوں کا سر احترام واکرام بھی خم ہے۔ میں ایک عاجز، انتہائی خاکسار بندہ ناچیز، اتنی عظیم ہستیوں سے بھی عظیم ہستی ﷺ کو بھلا کیا اور کس طرح نذرانہ عقیدت پیش کرسکتا ہوں۔

حضور اکرم ﷺ عظیم مصلح تھے، عظیم معلم تھے، عظیم واضع قانون تھے، عظیم مدبر تھے، عظیم فرمانروا تھے، جنہوں (ﷺ) نے بہترین حکومت کر کے دکھائی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں کہ ہم جب اسلام

کی گفتگو کرتے ہیں تو وہ اس کو بالکل نہیں سمجھتے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اسلام صرف چند مناسک اور روایات اور روحانی تعلیمات ہی کا مجموعہ نہیں ہے، اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو ہر مسلمان کی زندگی کو مرتب ومنظم کرتا ہے اور اس کے طرز عمل کو درست رکھتا ہے حتیٰ کہ سیاست اور معاشیات میں بھی وہی رہنمائی کرتا ہے۔ یہ ضابطہ حیات، عزت واحترام، دیانت، حسن عمل اور عدل وانصاف کے بلند ترین اصولوں پر مبنی ہے۔ وحدت ربانی اور مساوات انسانی، اسلام کی بنیادی اصولوں میں سے نہایت اہم اصول ہیں۔ اسلام میں آدمی، آدمی میں کوئی تفریق نہیں ہے۔ مساوات حریت اور اخوت، اسلام کے بنیادی اصولوں میں سے ہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی انتہائی سادہ تھی آپ ﷺ نے جس کام میں بھی ہاتھ ڈالا، کامیابی نے آپ ﷺ کے قدم چومے.....تجارت سے لے کر حکمرانی اور فرمانروائی تک ہر شعبہ حیات میں آپ ﷺ مکمل طور پر کامیاب رہے......رسول اکرم ﷺ پوری دنیا کی عظیم ترین ہستی ہیں۔'' (۱۵۰)

۱۴ فروری ۱۹۴۸ء کو شاہی دربار ''سبی'' (بلوچستان) میں تقریر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا،

''میرا ایمان ہے کہ ہماری نجات اس اسوۂ حسنہ پر چلنے میں ہے جو ہمیں قانون عطا کرنے والے پیغمبر اسلام ﷺ نے ہمارے لئے بنایا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی جمہوریت کی بنیادیں صحیح معنوں میں اسلامی تصورات اور اصولوں پر رکھیں۔'' (۱۵۱)

قائداعظم محمد علی جناح نے ایک مختصر مگر جامع مقالہ ''رحمۃ اللعالمین ﷺ'' میں نہایت خوبصورتی سے آپ ﷺ کی حیات طیبہ کو صفحہ قرطاس پر پیش کیا ہے۔ آپ کا یہ مقالہ متعدد اخبارات و رسائل کی زینت بن چکا ہے۔ اس کی سطر سطر سے محبت مصطفٰی ﷺ کے سوتے پھوٹتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اس مقالے میں ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں،

''حضور ﷺ کی زندگی کے دو پہلو بہت زیادہ جاذب نظر آتے ہیں۔ پہلے تو یہ کہ آپ ﷺ ''اُمّی'' ہیں لیکن خدا کی قدرت ہے کہ اس ''اُمّی'' نے علم و حکمت، تمدن و معاشرت کا وہ عظیم الشان مینار تعمیر کیا جس کی روشنی نے جہالتوں اور تاریکیوں کے تمام پردے چاک کر دیئے۔...... دوسرے یہ کہ آپ ﷺ نے اپنی عمر عزیز کے چالیس سال ایسے ماحول میں بسر کئے جس میں شراب خوری، بت پرستی، اور عیاشی کا دور دورہ تھا، لیکن آپ ﷺ کا دامن (اقدس) ان آلائشوں سے ہمیشہ پاک رہا۔ آپ ﷺ کے بدترین دشمن کو بھی کبھی آپ ﷺ کی اخلاقی زندگی میں عیب جوئی کا حوصلہ نہیں ہوا۔ منصب نبوت پر فائز ہونے سے پیشتر بھی آپ ﷺ کی زندگی سراسر معجزہ تھی اور ہر وہ شخص جس نے حضور ﷺ کی زندگی کا بہ نظر عمیق مطالعہ کیا ہے، جناب ابو طالب کی طرح یہ رائے قائم کرنے پر مجبور ہوگا۔ ''میں نے محمد ﷺ کو کبھی جھوٹی بات کہتے نہیں سنا۔ ان ﷺ کے لب (اقدس) کبھی غیر مہذب اور ناپسندیدہ الفاظ سے آشنا نہیں ہوئے۔ وہ ﷺ آج تک کسی غیر پسندیدہ مجلس میں نہیں بیٹھے۔'' (۱۵۲)

شاعر مشرق ڈاکٹر علامہ اقبالؔ علیہ الرحمۃ اور محافلِ میلاد:

''آیئے اس پیغمبر وحدت کی یاد منانے کیلئے مسلمانوں میں سچی اخوت کو عام کرنے کیلئے ایک عظیم الشان دن مقرر کریں جس میں ہم سب اپنے ہنگامی اختلافات اور تعصّبات کو فراموش کردیں اور مساوات اور اخوت کے مشترکہ پلیٹ فارم پر جمع ہوں یہ عظیم الشان دن ۱۲ ربیع الاول کا دن ہونا چاہئے جو حضرت محمد مصطفٰی ﷺ کا یوم ولادت ہے۔ ہم نہایت ہی خلوص و محبت سے اس میں شرکت کی دعوت دیتے ہیں اس موقع پر اجتماعات میں حضور ﷺ کے بابرکت اور مبارک سیرت و کردار کا بیان ہونا چاہئے۔ یہ بین الاقوامی دن ہے ہماری یہ دعا ہے اللہ تعالٰی اس بین الاقوامی یوم کو نسلِ انسانی کیلئے بابرکت بنائے۔ (۱۵۳)

دنیائے اسلام میں جشن ہائے عید میلادالنبی اکا انعقاد

مکہ مکرمہ میں میلادالنبی ﷺ:

روز پیدائش نبی کریم ﷺ مکہ مکرمہ میں بڑی خوشی منائی جاتی اور اس کو عید یوم ولادت رسول اللہ کے نام سے موسوم کیا جاتا۔ حرم شریف میں حنفی مصلٰی کے پیچھے مکلّف فرش بچھایا جاتا۔ شریف مکہ اور کمانڈر حجاز مع اسٹاف لباس فاخرہ زیب تن کر کے آموجود ہوتے۔ اور نبی کریم ﷺ کی جائے ولادت پر نعت خوانی کر کے آتے۔ حرم شریف سے مولدالنبی ﷺ تک دورویہ لالٹینوں کی قطاریں روشن کی جاتیں۔ جائے ولادت اس روز بقعہ نور بنی ہوتی۔ ۱۱ ربیع الاول بعد نماز عشاء حرم شریف میں محفل میلاد منعقد ہوتی۔ ۱۱ ربیع الاول کی مغرب سے ۱۲ ربیع الاول کی عصر تک ہر نماز کے

وقت ۲۱ توپ سلامی قلعہ جیاد سے ترکی توپ خانہ سر کرتا۔ مکہ مکرمہ کی تقریب میلاد کے بارے میں ماہنامہ ''طریقت'' سے ایک اقتباس ملاحظہ ہو،

''گیارہویں ربیع الاول کو مکہ مکرمہ کے در و دیوار عین اس وقت توپوں کی صدائے بازگشت سے گونج اٹھے جب کہ حرم شریف کے مؤذن نے نماز عصر کے لئے اللہ اکبر، اللہ اکبر کی صدا بلند کی سب لوگ آپس میں ایک دوسرے کو عید میلادالنبی ﷺ پر مبارکباد دینے لگے۔ مغرب کی نماز ایک بڑے مجمع کے ساتھ شریف حسین نے حنفی مصلٰی پر ادا کی۔ نماز سے فراغت پانے کے بعد سب سے پہلے قاضی القضاۃ نے حسب دستور شریف صبح کو عید میلاد کی مبارکباد دی۔ پھر تمام وزراء اور ارکان سلطنت ایک عام مجمع کے ساتھ جس میں دیگر اعیان شہر بھی شامل تھے نبی کریم ﷺ کے مقام ولادت کی طرف روانہ ہوئے۔ مولدالنبی ﷺ کے مقام ولادت کی طرف روانہ ہوئے۔ مولدالنبی ﷺ تک راستے میں دورویہ اعلٰی درجے کی روشنی کا انتظام تھا اور خاص کر مولدالنبی ﷺ تو اپنی رنگ برنگ روشی سے رشک جنت بنا ہوا تھا۔ زائرین کا یہ مجمع وہاں پہنچ کر مودب کھڑا ہوگیا اور ایک شخص نے نہایت موثر طریقے سے سیرۃ النبی ﷺ بیان کی جس کو تمام حاضرین نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ سنتے رہے۔ اس کے بعد شیخ فواد نائب وزیر خارجہ نے ایک برجستہ تقریر کی جس میں عالم انسانی کے اس انقلاب عظیم پر روشنی ڈالی کہ جس کا سبب وہ خلاصۃ الوجود ذات تھی۔ آخر میں ایک مقرر نے نعتیہ قصیدہ پڑھا۔ اس کے بعد سب نے مقام ولادت کی ایک ایک کر کے

زیارت کی پھر واپس ہو کر حرم شریف میں نماز عشاء ادا کی۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد سب حرم شریف کے ایک دالان میں سالانہ بیان میلاد سننے کے لئے جمع ہوگئے۔ یہاں بھی مقرر نے نہایت خوش اسلوبی سے نبی کریم ﷺ کے اوصاف و شمائل بیان کئے۔ عید میلاد کی خوشی میں تمام کچہریاں، دفاتر اور مدارس بھی بارہویں ربیع الاول کو ایک دن کے لئے بند کر دیئے گئے۔'' (۱۵۴)

مدینہ منورہ میں عید میلادالنبی ﷺ:

بارہویں ربیع الاول کو مدینہ منورہ میں محفل میلاد مسجد نبوی میں ہوتی ہے۔ (تواریخ حبیب الہٰ صفحہ ۱۵) سید محمد سلطان شاہ کے پاس مدینہ منورہ کے نور حزیں کی ایک تحریر موجود ہے، جس میں انہوں نے بتایا ہے کہ مدینہ منورہ میں بارہ ربیع الاول کو عید میلادالنبی ﷺ اہل محبت اپنے اپنے گھروں میں اپنی اپنی حیثیت کے مطابق مناتے ہیں۔ لوگ حرم نبوی میں جوق در جوق آتے ہیں اور ایام حج کا سا منظر ہوتا ہے۔ (۱۵۵)

حکیم محمد موسٰی امرتسری بتاتے ہیں کہ مولانا احمد رضا خاں بریلوی کے خلیفہ شاہ ضیاء الدین احمد مدنی روزانہ محفل میلاد کراتے تھے۔ مولوی نور اللہ بصیر پوری نے بھی اس کی تصدیق میں لکھا ہے کہ مولانا ضیاء الدین علیہ الرحمۃ نے تقریباً ۷۵ سال جنت البقیع میں دفن ہونیکی آرزو میں دیار حرم میں گزار دیئے اور انہوں نے آقا ﷺ کی محفل میلاد میں کبھی کوتاہی نہیں ہونے دی۔ حکیم محمد موسٰی امرتسری کے پیر و مرشد حضرت شاہ ضیاء الدین احمد

قادری رضوی مدنی رحمۃ اللہ علیہ ۷۵ سال مدینہ منورہ میں مقیم رہے۔ مدینہ منورہ میں جہاں کہیں محفل میلاد ہوتی انہیں ضرور دعوت دی جاتی۔ ضیاء الدین احمد قادری علیہ الرحمۃ کے ہاں محفل میلاد کے بارے میں مولانا حسن الدین خاموش لکھتے ہیں،

''مولانا ضیاء الدین قادری کے یہاں محفل میلاد تھی،، مدینہ منورہ میں اس قسم کے جلسے میں میری پہلی حاضری تھی، یہاں میلاد خواں کتاب لے کر نہیں پڑھتے، بلکہ یوں ہوتا ہے کہ باری باری سے چند لوگ نعتیہ کلام پڑھتے ہیں، اس کے بعد سب کھڑے ہوجاتے ہیں اور سلام پڑھ کر بیٹھ جاتے ہیں، فاتحہ پڑھ کر تبرک تقسیم ہوتا ہے۔ ہماری آج کی محفل خاصی پر کیف تھی کیونکہ حضرت شاہ غلام محمد خاں تشریف فرما تھے اور ان کے قوالوں نے جوان کے ساتھ یورپ بھی گئے تھے سلام پڑھ کر بہتوں کو بے خود کر دیا، بس یہ محسوس ہورہا تھا کہ حضور ﷺ تشریف فرما ہیں اور ہم غلام سلام عرض کر رہے ہیں۔ حاضرین کو تبرک کی شیرنی کے علاوہ نفیس پلاؤ اور زردہ کھلایا گیا، کھانے کے بعد مولانا شاہ ضیاء الدین صاحب نے لکھنؤی پاندان مع جملہ لوازمات ہمارے سامنے دھرا، ہم نے پان بنا کر کھائے۔''(۱۵۶)

بغداد میں میلادالنبی ﷺ:

بغداد میں میلادالنبی ﷺ کی ابتداء کے بارے میں مولانا حسن مثنیٰ ندوی لکھتے ہیں:

''عہد عباسی میں جب سلطان ملک شاہ سلجوقی کو عروج ہوا تو اس کے ایک سردار ابن آبق خوارزمی نے ۴۶۸ھ میں دمشق کو فتح کیا اور خلیفہ مقتدی بامر اللہ اور سلطان ملک شاہ سلجوقی کے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ یہ وہی خلیفہ ہے

جس کے زمانے میں دوسری طرف یوسف بن تاشفین کو عروج ہوا اور اس نے درخواست بھیجی کہ جس قدر ملک میرے قبضہ میں ہے اس کی سند مجھ کو دے کر سلطان کا لقب مرحمت ہو۔ مقتدی نے اسے سند بھیجی۔ سلطان کا لقب اور امیر المومنین کا خطاب عطا کیا۔ اسی یوسف بن تاشفین نے شہر مراکش کی بنیاد رکھی تھی۔ سلطان ملک شاہ سلجوقی اپنی مہمات سے فارغ ہو کر سالہا سال کے بعد جب بغداد پہنچا تو یہ ۴۸۴ھ تھا۔ اس نے ۴۸۵ھ میں ایک مجلس مولود دھوم دھام سے بغداد میں منعقد کی۔ اس کا بڑا چرچا ہوا۔ یہ ایک سرکاری اہتمام کی مجلس تھی اس لئے اس کو تاریخ کے صفحات میں جگہ ملی۔ عید میلادالنبی ﷺ کا آغاز اس سے کہیں پہلے ہو چکا تھا۔ (۱۵۷)

دربارِ غوث الثقلین کے خطیب سید محمد سعید آفندی علیہ الرحمۃ اور محفلِ میلاد:

''مولد شریف کا پڑھنا درست ہے کہ انوارِ محمدی ﷺ ظاہر ہوتے ہیں، اور تعظیم رسول واجب ہے ہر مسلمان پر اگر مجھ کو طاقت ہوتی تو سر کے بل کھڑا ہوتا ثواب اور قربت حاصل کرنے کیلئے۔''

مندرجہ بالا تحریر فتویٰ ''بغداد شریف'' کے عنوان سے معروف ہے اور اس تحریر کے نیچے علامہ آفندی کے علاوہ شیخ العلماء، مدرس اول، استاد نقیب الاشراف صاحبِ سجادہ دربار غوث الثقلین علامہ عبدالسلام کے بھی دستخط ہیں۔ اور صاحب تفسیر روح المعانی کے خلف رشید السید محمود شکری آلوسی بغدادی بھی اس فتوے کی تائید کرتے ہیں۔(۱۵۸)

متحدہ عرب امارات/کویت اور محافلِ عید میلاد:

اس ملک میں جشن عید میلادالنبی ﷺ سرکاری طور پر منایا جاتا ہے جس میں خصوصی تقاریب کا اہتمام ریڈیو ٹیلی ویژن پر پروگرام، اخبارات ورسائل میں اس مناسبت سے مضامین کی اشاعت اور حکومت و دیگر اہلِ خیر کی طرف سے اس موضوع پر کتب طبع کرا کے تقسیم کی جاتی ہیں۔ ملک کے نامور عالمِ دین فضیلۃ الشیخ حسن الحفناوی محفلِ مولدِ مصطفیٰ ﷺ کے میزبان ہوتے ہیں اور فضیلۃ الشیخ ہلال سعید مبروک خطیب جامع مسجد ابوظہبی، الدکتور الاستاذ صبری عبدالمحصی زغلول، خطیب وزارۃ اوقاف اور فضیلۃ الشیخ محمد عبدالفتح اسمٰعیل خطیب افواجِ ابوظہبی وغیرہ میلاد شریف کے عنوان سے خطاب فرماتے ہیں۔ کویت کے سابق وزیر اوقاف سید یوسف ہاشم رفاعی مدظلہ العالی بھی کبھی کبھی دبئ آکر محافلِ میلاد میں خطاب فرماتے ہیں۔ (۱۵۹)

مملکتِ مصر اور محفلِ میلاد:

۱۲ ربیع الاول کو مصر میں سالانہ سرکاری چھٹی ہوتی ہے، لوگ گھروں میں میلاد کا حلوہ پکاتے ہیں، حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے مزار شریف پر جلوسِ میلاد کے شرکاء آکر محفل منعقد کرتے ہیں مصر میں تمام مساجد میں میلاد منایا جاتا ہے، اذان سے پہلے اور بعد میں ہمیشہ درود وسلام پڑھا جاتا ہے۔ حضرت امام حسین کے سر اقدس والے مزار، شیخ رفاعی، امام سیوطی، اور امام شافعی کے مزارات پر میلاد شریف اور کے بڑے اجتماعات منعقد ہوتے ہیں۔(۱۶۰)

شیخ محمد رضا لکھتے ہیں:

''ہمارے زمانے میں بھی مسلمانان عالم اپنے اپنے شہروں میں میلاد کی محفلیں منعقد کرتے ہیں۔ مصر کے علاقوں میں یہ محفلیں مسلسل منعقد کیجاتی

ہیں اور ان میں برابر میلاد سے متعلق بیانات ہوتے ہیں۔ فقراء ومساکین کو خیرات تقسیم کی جاتی ہے۔ خاص شہر قاہرہ میں اس روز ظہر کے بعد ایک پیادہ جلوس کمشنر آفس کے سامنے سے گذرتا ہوا عباسیہ میدان کی طرف روانہ ہوتا ہے۔ یہ جلوس مقامات غوریہ اشرافیہ، کوئلہ بازار اور حسینیہ سے گذرتا ہوا عباسیہ میدان میں ختم ہوتا ہے۔ عباسیہ میں وزراء وحکام کے لئے شامیانے نصب کئے جاتے ہیں۔ شاہ وقت یا ان کے نائب جلسہ گاہ میں حاضر ہوتے ہیں۔ شاہ کی آمد پر فوج سلامی دیتی ہے پھر صوفیاء و مشائخ اپنے اپنے جھنڈے لے کر وہاں حاضر ہوتے ہیں جن کا بادشاہ استقبال کرتے ہیں۔ پھر شاہ خود شیخ المشائخ کے شامیانے میں حاضر ہو کر ذکر میلادالنبی ﷺ سنتا ہے۔ اختتام محفل پر مولود خواں کو بادشاہ شاہانہ خلعت عطا کرتا ہے پھر حاضرین میں شیرینی وشربت تقسیم ہوتا ہے اس کے بعد شاہانہ سواری پر بادشاہ کی مراجعت توپوں کی گونج میں ہوتی ہے۔ اس دن تمام دفاتر میں تعطیل ہوتی ہے۔ بہترین آتش بازی چھوڑی جاتی ہے۔(۱۶۱)

ایڈورڈ ولیم لین الاول ۱۲۵۰ھ میں قاہرہ گیا۔ اس نے وہاں منائے جانے والے جشن میلادالنبی کا ذکر اپنی کتاب (Modern Egyptians) میں ان الفاظ سے کیا ہے کہ ۷۸۶ھ میں مصر کے شہنشاہ نے محفل میلاد کے اہتمام کے لئے دس ہزار مثقال سونا خرچ کیا۔

اولاد کی موت پر جشن میلاد کو ترجیح:

اس دور کے معروف عالم حسن البنا شہید مصری بانی جماعۃ اخوان المسلمون مصر، عید میلادالنبی ﷺ کے جلوس میں شمولیت کا ایک نہایت ہی پر درد، روح پرور، ایمان

افروز واقعہ اپنی ڈائری میں درج کرتے ہوئے رقم طراز ہیں، جسے پاکستان میں ابو الاعلیٰ مودودی کے دست راست جناب خلیل احمد حامدی نے عربی سے اردو میں ترجمہ کیا۔

''مجھے یاد ہے کہ جب ربیع الاول کا مہینہ آتا ہے تو یکم ربیع الاول سے لے کر ۱۲ ربیع الاول تک معمولاً ہر رات ہم حصافی اخوان، میں سے کسی ایک کے مکان پر محفل ذکر منعقد کرتے اور میلادالنبی ﷺ کا جلوس بنا کر باہر نکلتے، اتفاق سے ایک رات برادرم شیخ شلبی الرجال کے مکان پر جمع ہونے کی باری آگئی، ہم عادۃً عشاء کے بعد ان کے مکان پر حاضر ہوئے، دیکھا پورا مکان خوب روشنیوں (چراغاں) سے جگمگا رہا ہے اسے خوب صاف و شفاف اور آراستہ و پیراستہ کیا جا چکا ہے۔ شیخ شلبی الرجال نے رواج کے مطابق حاضرین کو شرب اور قہوہ اور خوشبو پیش کی اس کے بعد ہم جلوس بنا کر نکلے اور بڑی مسرت و انبساط کے ساتھ مروجہ مناقب، اور نظمیں (میلادیہ نعتیں) پڑھتے رہے۔ جلوس ختم کرنے کے بعد ہم شیخ شلبی الرجال کے مکان پر واپس آگئے اور چند لمحات ان کے پاس بیٹھے رہے جب اٹھنے لگے تو شیخ شلبی الرجال نے بڑے لطافت آمیز اور ہلکے پھلکے تبسم کے ساتھ اچانک اعلان کیا ''انشاء اللہ کل آپ حضرات میرے ہاں علی الصبح تشریف لے آئیں تاکہ ''روحیہ'' کی تدفین کر لی جائے۔''

روحیہ شیخ شلبی کی اکلوتی بچی ہے، شادی کے تقریباً گیارہ سال بعد اللہ تعالیٰ نے شیخ کو عطا کی ہے، اس بچی کے ساتھ انہیں اس قدر شدید محبت و وابستگی

ہے کہ دوران کام بھی اسے جدا نہیں کرتے یہ بچی نشو نما پا کر اب جوانی کی حدود میں داخل ہو چکی ہے شیخ نے اس کا نام روحیہ تجویز کر رکھا ہے کیونکہ شیخ کے دل میں اسے وہی مقام حاصل ہے جو جسم میں روح کو حاصل ہے۔ شیخ کی اس اطلاع پر ہم حیران رہ گئے، عرض کیا:

روحیہ کا کب انتقال ہوا! فرمانے لگے آج ہی مغرب سے تھوڑی دیر پہلے، ہم نے کہا آپ نے ہمیں پہلے کیوں نہ اطلاع کر دی کم از کم میلاد ﷺ کا جلوس کسی اور دوست کے گھر سے نکالتے؟ کہنے لگے جو کچھ ہوا بہتر تھا اس سے ہمارے حزن و غم میں تخفیف ہوگئی اور سوگ مسرت میں تبدیل ہو گیا، اس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی کوئی نعمت درکار ہے۔ (۱۶۲)

جنوبی افریقہ میں عید میلادالنبی ﷺ:

جنوبی افریقہ کے مسلمان بھی عید میلادالنبی ﷺ پورے مذہبی جوش و خروش اور دھوم دھام سے مناتے ہیں۔ ابراہیم عمر جیلو نے اپنے ایک مضمون تین عیدیں (Three Eids) میں جشن میلادالنبی ﷺ کا ذکر کیا ہے۔ ان کا یہ مضمون ڈربن (Durban) سے شائع ہونے والے ''دی مسلم ڈائجسٹ'' کی اشاعت دسمبر ۱۹۴۴ء میں شائع ہوا تھا۔'' (۱۶۳)

یمن اور شام میں میلادالنبی ﷺ:

یمن اور شام میں میلادالنبی ﷺ کے بارے میں علامہ ابن جوزی علیہ الرحمۃ رقم طراز ہیں:

''میلادالنبی ﷺ ہمیشہ سے حرمین شریفین یعنی مکہ و مدینہ، مصر و یمن و شام، تمام بلاد عرب اور مشرق و مغرب ہر جگہ کے رہنے والے مسلمانوں میں جاری ہے۔ میلادالنبی ﷺ کی محفلیں قائم کرتے ہیں اور ربیع الاول کا چاند دیکھتے ہی خوشیاں مناتے، عمدہ عمدہ لباس پہنتے، زیب و زینت اور آراستگی کرتے، عطر و گلاب چھڑکتے، سرمہ لگاتے اور ان دنوں خوب خوشی و مسرت کا اظہار کرتے ہیں۔ اور جو کچھ میسر ہوتا ہے نقد و جنس وغیرہ میں سے خوب دل کھول کر خرچ کرتے ہیں اور میلاد مبارک کے سننے اور پڑھنے پر زیادہ تزک و اہتمام کرتے ہیں اور اس اظہار مسرت و خوشی کی بدولت خوب اجر و ثواب اور خیر و برکت، سلامتی و عافیت، کشادگی رزق، مال و دولت، اولاد اور پوتوں نواسوں میں زیادتی ہوتی ہے اور آبادی و شہروں میں امن و امان اور سلامتی اور گھروں میں سکون و قرار نبی کریم ﷺ کی محفل میلاد کی برکت سے رہتا ہے۔ (۱۶۴)

تلمسان میں عید میلادالنبی ﷺ:

''سلطان تلمسان شب میلادالنبی ﷺ ایک دعوت عام کا اہتمام کرتے تھے۔ جس میں ہر خاص و عام کو شرکت کی اجازت ہوتی تھی۔ اس محفل میں اعلیٰ قسم کے قالینوں کا فرش اور منقش پھولدار چادریں بچھائی جاتیں۔ بڑے بڑے گول اور خوشنما بخور دانوں میں بخور سلگایا جاتا، جو دیکھنے والوں کو پگھلا ہوا سونا لگتا تھا۔ محفل کے اختتام پر حاضرین کے سامنے

انواع و اقسام کے کھانے چنے جاتے تھے۔ محفل میلاد میں سامعین نبی کریم ﷺ کے فضائل و شمائل اور نصائح سنتے جو انہیں گناہوں سے توبہ کی طرف راغب کرتے۔ مقررین خطابت کے تنوعات سے سامعین کے قلوب کو گرماتے اور ان کو لذت اندوز کرتے تھے۔ (۱۶۵)

لیبیا میں میلادالنبی ﷺ:

لیبیا میں ہر سال عید میلادالنبی ﷺ نہایت تزک و احتشام سے منائی جاتی ہے۔ ربیع الاول کا چاند نکلتے ہی تیاریاں شروع ہو جاتی ہیں۔ کاروباری مراکز میں لوگوں کا ہجوم دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ گھروں اور دکانوں کی آرائش کے لئے خصوصی گلدستے تیار کئے جاتے ہیں۔ ہر شخص اپنے معیار کے مطابق ان کی خریداری ضرور کرتا ہے۔ یہ گلدستے آویزاں کئے جاتے ہیں۔ اور شب میلاد گھروں میں ان کی سجاوٹ عید میلاد النبی ﷺ کی روایت کا ایک حصہ ہیں۔ پچھلے سال لیبیا میں عید میلاد کا ذکر کرتے ہوئے ہفت روزہ ''احوال'' کراچی نے طرابلس کے بارے میں لکھا ہے:

''روشنیوں کا موجیں مارتا سمندر لیبیا کی راج دھانی طرابلس کو اپنی آغوش میں لئے ہوئے تھا۔ یہ شہر جسے اصحاب رسول ﷺ کی پابوسی کا شرف حاصل ہے دل کی آنکھیں اس مادی روشنی کے ساتھ ساتھ نجوم ہدایت کے قدموں کا لمس پانے والے مقدس ذروں کی ضیاء پاشیوں کا مشاہدہ بھی کر رہی تھیں۔ یہ ساری آرائش و زیبائش ربیع الاول کی عید میلاد کے انتظار میں برقرار رکھی گئی تھی چنانچہ لوگوں نے اپنے اپنے گھروں کو طرح طرح کی آرائشی

چیزوں برقی قمقموں اور روایتی مومی شمعوں سے بھی سجا رکھا تھا۔(۱۶۶)

سید علیم اشرف جائسی نے محافل میلاد اور جلوس جشن عید میلا د النبی ﷺ کے سلسلہ میں اپنے لیبیا کے قیام کے دوران جو مشاہدہ کیا وہ اسے بیان کرتے ہیں:

''شب میلا د ہر طرف صلوٰۃ سلام کے روح پرور ترانے بلند ہو رہے تھے۔ مغرب کی نماز کے بعد ہی سے بیشتر مسجدوں میں مولود شریف کی محفلیں سج گئیں۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا صاحب الذکری اور الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ کے نعرے ہر چہار سو سنائی دے رہے تھے۔ وعظ کی محفلوں کے اختتام پر ذکر میلا د پر مشتمل قصائد بھی اجتماعی طور پر پڑھے گئے۔ گلیوں میں بچوں کے چھوٹے چھوٹے بہت سے اجتماعات و جلوس نظر آئے۔ بچے رنگ برنگ لباسوں میں ملبوس ہاتھوں میں ننھے منے دف لئے ہوئے جھوم جھوم کر عربی نعتیں پڑھ رہے تھے۔ ہر طرف سے شیرینی اور مبارک بادیوں کا تبادلہ ہو رہا تھا۔ درود و سلام کے ساتھ ساتھ لوگوں کے لبوں پر کل عام وانتم بخیر اور عید المولد النبوی ﷺ المبروک کے کلمات بھی مچل رہے تھے۔ مسجدوں کے علاوہ جگہ جگہ گھروں میں بھی میلا د کی محفلیں منعقد تھیں جہاں عقیدت میں ڈوب کر لوگ قصیدہ بردہ شریف اور مولود برزنجی کے اشعار کا ورد کر رہے تھے۔ عشق و محبت کے یہ نعرے دھیرے دھیرے ذکر نیم شبی اور آہ سحر گاہی میں بدل گئے اور نماز فجر کے بعد شہر کے مختلف محلوں سے جلوس نکلنے شروع ہوئے جن میں نوجوانوں نے نعتیہ قصائد اور صلوٰۃ سلام کے جلو میں شہر کے مختلف راستوں سے گذرتے ہوئے نور و نکہت کے

یہ قافلے ایک مرکزی یدان میں اکٹھا ہو کر اختتام پذیر ہوئے۔ (۱۶۷)

برونائی دار السلام میں جلوس میلا د:

''برونائی'' عظیم اسلامی سلطنت ہے جس کے سُلطان و فرمانروا جناب عزت مآب ''حسن البلقیہ'' ربیع الاول شریف کی آمد سے قبل استقبال وخیر مقدم کی تیاری کرتے ہیں، پھر ماہ ربیع الاول شریف کا چاند نظر آتے ہی سرکاری و حکومتی سطح پر جشن عید میلا د النبی ﷺ کا اہتمام شروع ہو جاتا ہے اس ضمن میں پوری مملکت میں دو دن تعطیل ہوتی ہے۔ سلطان حسن البلقیہ کے عظیم الشان محل کے باہر شب میلا د (یعنی گیارہ اور بارہ تاریخ کی درمیانی رات) لوگ جمع ہو جاتے ہیں۔ محفل درود و سلام کا انعقاد ہوتا ہے۔ دوسرے دن بارہ ربیع الاول صبح بہاراں کے موقع پر ایک جلوس میلا د ترتیب دیا جاتا ہے۔ ''سلطان البلقیہ'' کے شیخ طریقت اور نقشبندی سلسلہ کے ایک بزرگ کچھ بیان کرتے ہیں، پھر سلطان کی قیادت میں جلوس شہر میں گشت کر کے واپس ہوتا ہے، نماز ظہر کے بعد سلطان کی طرف سے میلا د لنچ کا انتظام ہوتا ہے۔(۱۶۸)

دکن میں محافل میلا د النبی ﷺ:

قطب شاہی دور میں عید میلا د النبی ﷺ کی محفلیں جس تزک و احتشام سے منعقد ہوتی تھیں ان کے بارے میں ڈاکٹر محی الدین قادری زورؔ لکھتے ہیں:

''محمد قلی قطب شاہ عید میلا د النبی ﷺ کی بزم آرائی ''داد محل'' میں کیا کرتا تھا۔ محل کو بڑے تکلف سے سجایا جاتا۔ محل کے بیچ میں چالیس ستونوں اور چار سو طنابوں کا خیمہ کھڑا کیا جاتا جس کا وسطی حصہ مخمل اور اطلس سے اور اطراف کا

زردوزی کے نقش و نگار سے مزین ہوتا۔ اس دن دور دور کے امصار و دیار کے صاحبان کمال اور مشاہیر صناع جمع ہوتے اور اپنے عجیب و غریب کمالات پیش کرتے خاص میلا د النبی ﷺ کے دن علماء وواعظان عظام کا مجمع ہوتا اور قصر مصور کی چھت پر طرح طرح کے نقوش بنائے جاتے۔ درمیان میں تخت شاہ رکھا جاتا جو تمام و کمال سونے کا ہوتا اور قیمتی جواہرات سے مرصع ہوتا۔(۱۶۹)

''جشن میلا د النبی ﷺ کے آخر میں بادشاہ کی سواری نکلتی تھی اور دونوں میدانوں کی سیر کرتی۔ اس موقع کے لیے شاہ ہاتھی کو زعفران اور صندل سے دھو کر طلائی زنجیروں، موتیوں کی جھول (جھالے)، مرصع کلغی اور دوسرے زیوروں سے آراستہ کیا جاتا تھا۔ عصر کے وقت بادشاہ اس سواری پر میدان کی طرف نکلتا اور جملہ ارکان دولت، شاہ سواری کے اطراف پیدل چلتے۔ شاہی جلوس میدان ''چار کمان'' سے نکل کر ''چار مینار'' سے ہوتا ہوا ''داد محل'' کے میدان ''دل کشا'' میں پہنچتا تھا۔ مولود النبی ﷺ کے آخری دن میدان ''داد محل'' ایک طعام خانہ عام کی صورت میں تبدیل کر دیا جاتا اور تمام لوگ خاص و عام ان دستر خوانوں پر کھانا کھاتے تھے۔ اس وقت میدان میں چاروں طرف روشنی کی جاتی جس سے تمام میدان روشنی سے جگمگا اٹھتا۔ غرض میلا د النبی ﷺ کی خوشی کا یہ جشن بارہ روز تک دن رات جاری رہتا تھا۔(۱۷۰)

سلطنتِ آصفیہ میں بارہ روزہ عید میلا د:

عہد آصفی کی عید میلا د میں بارہ ربیع الاول کو تمام حکومت میں عام تعطیل دی جاتی تھی۔ آصف جاہ نواب میر محبوب علی خاں اور آصف جاہ سابع نواب میر عثمان علی خاں کے دور میں بعض مشائخین مثلاً مولانا خیر المبین اور حضرت زور علی شاہ وغیرہ بارہ دن تک وعظ فرماتے اور اس میں میلا د کے واقعات اور بدعتوں سے مسلمانوں کو اجتناب کرنے کی نصیحت فرماتے۔ بڑے بڑے جاگیرداروں کے یہاں روزانہ بریانی اور دیگر لوازمات کے ساتھ فاتحہ ہوتی جس سے سینکڑوں آدمیوں کی شکم سیری ہوتی تھی۔(۱۷۱)

دور عثمانی میں عید میلا د:

دور عثمانی میں مولوی انوار اللہ فضیلت جنگ ناظم امور مذہبی مقرر ہوئے ان کے زمانے میں گیارہ ربیع الاول یعنی بارہویں کی شب کو ''مکہ مسجد'' میں تمام رات روشنی ہوتی اور مقررہ پروگرام کے مطابق وعظ، قصیدہ بردہ خوانی اور مولود خوانی ہوتی رہتی اور آٹھ اور نو بجے صبح کو خطیب مکہ مسجد بطور خطبہ میلا د کا بیان فرماتے۔ اس میں آصف جاہ سابع خود شریف ہوا کرتے تھے۔ دور عثمانی کی محافل میلا د میں جدید تعلیم یافتہ اصحاب بھی شریک ہوتے تھے۔ مولانا حبیب الرحمٰن خان شیروانی صدر یار جنگ امور مذہبی کے اعلیٰ افسر صدر الصدور کی خدمت پر مامور ہوئے تو میلا د النبی ﷺ کیجلسے عام طور پر ہونے لگے۔ اب یہ سلسلہ صرف ماہ ربیع الاول کے بجائے آٹھ نو ماہ تک جلسہ ہائے میلا د رہنے لگا۔(۱۷۲)

''جلسہ ہائے میلا د نہ صرف حیدر آباد یا اضلاع میں ہوتے تھے بلکہ تعلقات

کے مستقر پر بھی جلسہ میلاد ایک خاص پروگرام کے تحت ہوتے تھے۔ بہادر یار جنگ کی میلاد مبارک کی تقریریں مسلمانوں کی اصلاح کے لئے ایک مفید تحریک کا باعث بنتی تھیں۔ آپ کی تقریر سننے کیلئے ہزاروں اصحاب کا مجمع ہوتا تھا۔ ان کے علاوہ مولانا حسام الدین اور علامہ سید مناظر احسن کی تقاریر کو بھی شوق سے سنا جاتا تھا۔ جامعہ عثمانیہ کے جلسہ میں مقابلوں پر انعام بھی دیا جاتا تھا۔ غرض عید میلاد کے جلسے مسلمانوں کی اصلاح کا ذریعہ بنتے تھے۔ انجمن تعمیر ملت کی جانب سے میلاد کا جلسہ ۱۲ ربیع الاول کی صبح کو ہونے لگا ہے اور اس میں بھی خاصا ہجوم ہوتا ہے۔ (۱۷۳)

عہد شاہ جہاں میں میلاد النبی ﷺ:

سلاطین دہلی اور شاہان مغلیہ کے زمانہ میں ۱۲ ربیع الاول کو عید میلاد کی تقریب نہایت شان وشوکت سے منائی جاتی تھی۔ یہ دن نبی کریم ﷺ کی ولادت مقدسہ کی نسبت سے اسلامی ممالک میں عیدین سے بھی زیادہ مذہبی عقیدت واحترام اور نہایت تزک واحتشام سے منایا جاتا چلا آرہا ہے۔ اس دن ذکر رسول ﷺ ہوتا تھا۔ مواعظ حسنہ کے ذریعے سیرت طیبہ بیان کی جاتی تھی اور عمل کی تلقین کی جاتی تھی۔ اظہار مسرت اور مجلسی تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے شیرینی اور مٹھائیاں تقسیم کی جاتی تھیں۔ فقراء وغرباء کو کھانا کھلایا جاتا تھا۔ یہ تقریب ہر دور میں منائی جاتی تھی۔ ملاعبدالحمید نے شاہ جہانی عہد میں عید میلاد النبی ﷺ کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

''اس مبارک اور سعید مجلس میلاد کو پورے اہتمام سے ترتیب دیا گیا، جس میں علماء ومشائخ اور دیگر معززین مدعو کئے گئے۔ شاہ جہاں بذات خود بڑی

تعظیم کے ساتھ مسند پر آکر بیٹھا۔ بارہ ہزار روپے تقسیم کئے۔ اور لوگوں کو ان کی حیثیت ومرتبہ کے مطابق شال مرحمت کئے گئے اور ایک بڑی جماعت کو پرتکلف دعوت دی گئی اور عطریات کے علاوہ دیگر اشیاء تقسیم کر کے خوشی کا اظہار کیا گیا۔ (۱۷۴)

دہلی، آگرہ، لکھنؤ وغیرہ میں عید میلاد النبی ﷺ:

دہلی، آگرہ لکھنؤ اور برصغیر کے تمام شہروں اور قصبات میں ہر جگہ محافل میلاد منعقد ہوتی تھیں اور ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کہ عید کا زمانہ آگیا ہے، گھر گھر، محلے محلے یہ محفلیں جمتیں اور ذکر ولادت رسول سے تمام فضا گونج اٹھتی۔ ہر سال سیرت پاک ﷺ کے جاننے والے نئے نئے میلاد نامے لکھتے اور بہتر سے بہتر والہانہ عقیدت کے ساتھ محافل میلاد میں آپ کی ولادت، سیرت مقدسہ اور شمائل وخصائل بیان کرتے اور ہدیہ درود وسلام پیش کرتے۔

برصغیر میں جشن اور محافل میلاد:

برصغیر میں صدیوں سے ربیع الاول کے مہینے میں مسلمانوں کے گھروں میں میلاد النبی کا عام اہتمام ہوتا تھا۔ بچے، بڑے عورتیں اور مرد سب اس میں شمولیت کرتے تھے۔ شمالی ہند، پنجاب، یوپی، دہلی اور بہار میں بالخصوص میلاد نامے پڑھے جاتے تھے۔ نبی کریم کی ولادت وسیرت مبارکہ، حمد ونعت اور درود وسلام پڑھنے اور سننے کے لئے گھروں میں اجتماعات ہوتے تھے۔ یہی وہ سماجی ومعاشرتی عوامل تھے جن کے زیر اثر بچپن ہی سے عقائد کی تربیت وتہذیب ہوتی تھی۔ اخلاقیات کی اہمیت اور بدی کا احساس بیدار ہوتا تھا۔ منظوم یا مخلوط میلاد نامے مخصوص انداز میں پڑھے جاتے تھے۔

گھر کی کوئی خاتون یا مرد با آواز بلند پڑھتا تھا پھر تھوڑی دیر کے بعد ساری محفل ذوق وشوق سے با آواز بلند درود پڑھتی تھی چند روایات کے بیان کے بعد ترنم سے خوش الحان حاضرین محفل مل کر منظوم روایات یا میلادیہ منظومات پڑھتے تھے۔

۱۲۷۰ھ میں سلطان غیاث الدین بلبن کے لڑکے سلطان محمد کے عہد میں ملتان میں جلوس عید میلاد کا آغاز ہوا۔ حاکم ملتان جلوس کی پاپیادہ رہنمائی کرتا تھا۔ عمائدین شہر اور نعت خواں اس میں شامل ہوتے تھے۔ نعت خوانوں کے پیچھے پیچھے مخدوم سادات اور قریش ملتان کا معزز گروہ ہوتا تھا۔ یہ جلوس تمام شہر کا چکر لگا کر قلعے پر جا کر ختم ہوتا اور رات کو شہر میں چراغاں کا خصوصی اہتمام کیا جاتا تھا۔ (۱۷۵)

بھوپال میں نواب صدیق حسن خان نے محفل میلاد موقوف کرادی۔ نواب سلطان جہاں بیگم کو اس کا بہت افسوس ہوا۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حضور التجا کی کہ نبی کریم ﷺ کی ولادت کے دن میرے کوئی خوشی کی تقریب ہوجائے تو اس حیلے سے مسرت ظاہر کرنے کا موقع حاصل ہو۔ ان کے ہاں صاحبزادی آصف جہاں مرحومہ کے بعد پندرہ سال تک کوئی اولاد نہ ہوئی تھی اب اللہ تعالیٰ نے انہیں ۸ ربیع الاول کو صاحبزادہ عطا فرمایا اور اس طرح انہیں میلاد کی خوشی کے اظہار کا موقع مل گیا۔ اب بھوپال میں عید میلاد النبی ﷺ اس طرح منائی جانے لگی کہ مسجد میں خوب روشنی ہوتی اور سوا لاکھ درود شریف کا ثواب پہنچایا جاتا عمدہ طعام پکا کر غریبوں اور دوستوں میں تقسیم ہوتا۔ (۱۷۶)

بہار شریف میں محفل میلاد:

۱۸۸۰ء میں مولانا شاہ سلیمان پھلواروی علیہ الرحمہ نے اپنی بستی پھلواری شریف میں تحریک میلاد کا آغاز کیا۔ اور ماہ ربیع الاول کی چاند رات سے شب دواز دہم تک ہر

روز سیرت النبی ﷺ بیان فرماتے اور ان کا یہ بابرکت سلسلہ آج تک چلا آرہا ہے، وہاں سے یہ آواز سارے صوبے اور پھر خیبر سے رنگون تک جا پہنچی۔ انہوں نے انجمن اسلامیہ پٹنہ، مسلم ایجوکیشنل کانفرنس، انجمن حمایت اسلام لاہور اور اجلاس ندوۃ العلماء کو بھی میلاد وسیرت کا پلیٹ فارم بنا دیا (۱۷۷)

سید شاہ سلیمان پھلواروی علیہ الرحمۃ کے بعد سید ممتاز علی نے ''تہذیب نسواں' میں ۲۵ دسمبر ۱۹۰۹ء کے شمارے میں عید میلاد کو باقاعدہ منانے کی تجویز پیش کی (روزنامہ امروز لاہور عید میلاد النبی ایڈیشن ۲۲ جولائی ۱۹۶۴ء) البتہ ہفتہ روز ''اہل حدیث' لاہور کے مطابق متحدہ ہندوستان میں غالباً سب سے پہلے امرتسر میں عید میلاد النبی ﷺ منائی گئی۔ اس کا انتظام کشمیری بزرگ مولانا عبدالسلام ہمدانی کرتے تھے۔ اور اس کی غرض وغایت غیر مسلموں کے سامنے مسلمانوں کی دینی وسیاسی شوکت کا اظہار تھا۔ اس کے بعد یہ تقریب اپنی گوناگوں افادیت کے سبب ہندوستان کے دوسرے شہروں میں پھیلنے لگی۔ (۱۷۸)

لاہور میں عید میلاد النبی ﷺ:

لاہور میں تقریبات عید میلاد النبی ﷺ کے سلسلہ میں بعض علماء نے ۱۹۲۶ء میں عام مسلمانوں کو ایک اپیل جاری کی پھر حزب الاحناف کے سربراہ مولانا دیدار علی شاہ علیہ الرحمۃ کی کوشش سے ایک بڑا جلوس مرتب ہونے لگا۔ ۱۹۳۰ء میں انجمن توحید المسلمین موچی دروازہ کے زیر اہتمام ایک شاندار جلوس منظم کیا گیا۔ (۱۷۹)

دراصل لاہور میں میلاد شریف کا باقاعدہ اجتماع ۱۹۱۱ء میں اسلامیہ کالج لاہور میں منعقد ہوا، جس کی صدارت پیر سید جماعت علی شاہ (دربار علی پور سیداں،

سیالکوٹ) نے کی مقررین میں علامہ اقبال علیہ الرحمۃ بھی شامل تھے ار اس جلسہ کی روئداد رسالہ ''تہذیب نسواں'' میں بھی شائع ہوئی تھی۔(۱۸۰)

۱۹۳۵ء کے میلاد النبی ﷺ کے جلسے اور جلوس جالندھر چھاؤنی میں علامہ اقبال علیہ الرحمۃ میں موجود تھے انہوں نے اس میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا تھا:

''چند سال ہوئے میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ خدا تعالیٰ مولود شریف کے ذریعے اس امت کو متحد کرے گا۔ مجھے عرصہ تک حیرت رہی کہ یہ واقعہ کس طرح رونما ہوگا۔ اب تحریک یوم النبی ﷺ نے اس خواب کی تعبیر کو حقیقی طور پر نمایاں کر دیا ہے۔(۱۸۱)

اس سے پہلے ۱۹۲۹ء اور ۱۹۳۰ء میں علامہ اقبال علیہ الرحمہ نے دیگر اکابرین ملت کے ساتھ عید میلاد کے جلسے اور جلوسوں کی اہمیت اور انعقاد کی تحریک کی تھی اور اخبارات میں یہ بیان شائع ہوا تھا۔ ''اتحاد اسلام کی تقویت، نبی کریم ﷺ کے احترام و اجلال، نبی کریم ﷺ کی سیرت کی اشاعت اور ملک میں بانیانِ مذاہب کا صحیح احترام کرنے کیلئے ۱۲ ربیع الاول کو ہندوستان کے طول و عرض میں ایسے عظیم ترین تبلیغی جلسوں اور مظاہروں کا انتظام کیا جائے جو حضور سید المرسلین ﷺ کی عظمت قدر کے شایانِ شان ہوں۔ اس اپیل پر ۱۔ سید غلام بھیک نیرنگ، انبالہ ۲۔ مولانا غلام مرشد، لاہور ۳۔ مولانا شوکت علی، بمبئی ۴۔ مولانا حسرت موہانی ۵۔ پیر سید مہر علی شاہ، گولڑہ شریف ۶۔ مولانا قطب الدین عبد الوالی، لکھنؤ ۷۔ دیوان سید محمد، پاکپتن شریف ۸۔ مولانا قمر الدین، سیال شریف ۹۔ مولانا فاخر،

الہٰ آباد ۱۰۔ پیر سید فضل شاہ، جلال پور شریف ۱۱۔ مولانا سید حبیب، مدیر ''سیاست'' اور مولانا محمد شفیع داؤدی، بہار وغیرہم نے دستخط کیئے۔(۱۸۲)

ان اکابرین کی اپیل پر برصغیر کے گوشے گوشے میں نبی کریم ﷺ کا یوم ولادت انتہائی عقیدت و احترام اور شایان شان طریقے سے منایا جانے لگا۔

لندن میں جشن عید میلاد النبی ﷺ:

لندن میں جشن عید میلاد النبی ﷺ ۱۲ ربیع الاول ۱۴۰۸ھ/ ۷ نومبر ۱۹۸۷ء کو بڑے شایانِ شان طریقے سے منایا گیا۔ برطانیہ کے مختلف شہروں سے ۲۵ ہزار مسلمان لندن جمع ہوئے۔ میلاد النبی ﷺ کا جلوس لندن کی اہم شاہراہوں سے گزرتا ہوا ہائیڈ پارک پہنچا، جہاں نماز ظہر ادا کی گئی۔ نماز کے بعد ورلڈ صوفی کونسل (لندن) کے چیئر مین ڈاکٹر امام شمس الدین الفاسی نے خطاب کیا۔ جشن میلاد النبی ﷺ کے جلوس اور جلسے میں شریک حضرات کے نعروں اور درود سلام کی گونج سے غیر مسلم بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔(۱۸۳)

پاکستان میں عید میلاد النبی ﷺ:

پاکستان میں عید میلاد النبی ﷺ کا جشن سرکاری سطح پر منایا جاتا ہے۔ اس دن پورے ملک میں عام تعطیل ہوتی ہے۔ اس مبارک دن نماز فجر کے بعد شہروں میں گھر گھر ختم میلاد ہوتا ہے۔ قریباً تمام مساجد میں محافل میلاد منعقد ہوتی ہیں۔ اور ملک بھر کے ہر چھوٹے بڑے شہر میں عید میلاد النبی ﷺ کے جلوس نکلتے ہیں۔ رات کو سرکاری اور غیر سرکاری عمارات نیز مساجد و مزارات پر چراغاں ہوتا ہے۔ اشہر کے گلی کوچوں کو جھنڈیوں اور رع قمقموں سے سجایا جاتا ہے اور آرائشی دروازے اور محرابیں شاندار

طریقے سے بنائی جاتی ہیں۔ جلوس کے راسہ میں مشروبات کی سبیلیں لگتی ہیں۔ کہیں کہیں مٹھائی سے بھی جلوس کے شرکاء کی تواضع کیجاتی ہے۔

شہروں کی فلاحی اور مذہبی انجمنیں میلاد النبی ﷺ کے جلسوں کا انتظام کرتی ہیں۔ ان میں نبی کریم ﷺ کے میلاد و سیرت کا بیان ہوتا ہے۔ مزارات پر حاضری ہوتی ہے۔ نعت خوانی کی محفلیں ہوتی ہیں۔ میلادیہ مشاعروں کا سرکاری اور غیر سرکاری سطح پر انتظام کیا جاتا ہے۔ قیام پاکستان کے بعد سب سے پہلا عید میلاد النبی ﷺ کا مشاعرہ نواب افتخار حسین ممدوٹ وزیر اعلیٰ پنجاب کی نگرانی میں شاہی قلعہ لاہور میں منعقد ہوا تھا۔ جس میں حفیظ جالندھری کو مدعو کیا گیا تھا۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن محافل عید میلاد کے سلسلہ میں مشاعرے اور نعت خوانی کا اہتمام کرتے ہیں۔ مختلف ادارے سیرت و نعت خوانی کے مقابلے کراتے ہیں۔ اخبارات و رسائل کی خصوصی اشاعتیں چھپتی ہیں۔ بزرگانِ دین کی خانقاہوں، مزارات یا دیگر مقامات پر محافل سماع ہوتی ہیں۔ الغرض جشن میلاد النبی ﷺ کے دن اس نسبت سے قرآن خوانی، نعت خوانی، ختم میلاد، جلسے، جلوس، مشاعرے، محافل سماع، اور بزرگان دین کے اجتماعات دعوت الی اللہ کا سب سے بڑا وسیلہ ہیں۔ اکابرین ملت کا فرض ہے کہ وہ ان اجتماعات کے ذریعے نبی اکرم ﷺ کے میلاد و احوال، خصائل و شمائل اور معاملات و عبادات سے آگاہ کرتے رہیں اور قوم کو خیر و فلاح کی طرف بلائیں۔ یہ امت مسلمہ میں واحد ایسی تقریب ہے کہ جس میں ہر مسلمان بقدر حب نبی ﷺ اظہار مسرت کرتا ہے۔ اس لئے اس امر کی اشد ضرورت ہے کہ زندگی کے ہر شعبہ سے متعلق لوگوں کو نبی کریم ﷺ کے احوال زیادہ سے زیادہ از بر کرا دیئے جائیں جس سے محبت رسالت مآب ﷺ مسلمانوں کے سینوں میں فزوں تر

ہوتی چلی جائے۔

حاصل مطالعہ و کلماتِ آخر

کاش ملت اسلامیہ محبت رسول ﷺ کے مرکز پر جمع ہو جائے:

ایک بات جو عام مسلمان کو بری طرح کھٹکتی ہے وہ یہ ہے کہ عید میلاد النبی کے دن بیشتر مساجد زیب و زینت سے معمور اور بقعہ نور بنی نظر آتی ہیں اور ان میں سے درود وسلام کی صدائیں سنائی دیتی ہیں اور اس کے برعکس کچھ مساجد مقفل اور سنسان نظر آتی ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ جو ساری کائنات کے لئے رحمت اور نور ہدایت بنا کر مبعوث فرمائے گئے ہیں۔ آپ کی بعثت اور میلاد کی خوشیوں میں اظہار محبت و عقیدت ہر جگہ نمایاں نظر آنا چاہئے۔

سالانہ تعین سے یوم سیدنا صدیق اکبر، سیدنا عمر فاروق، سید عثمان غنی رضی اللہ عنہم اور دیگر صحابہ کرام کا دن جس اہتمام سے منائے جاتے ہیں وہ سب جانتے ہیں مگر میلاد النبی ﷺ اور یوم علی کرم اللہ وجہہٗ کا دن منانا کچھ لوگوں کے نزدیک کیوں بدعت ہے؟ یہ جمیع امت کیلئے لمحہ فکریہ ہے۔

نصیب چمکے ہیں فرشیوں کے کہ عرش کے چاند آ رہے ہیں
جھلک سے جن کی فلک ہے روشن وہ شمس تشریف لا رہے ہیں

نثار تیری چہل پہل پر، ہزار عیدیں ربیع الاول
سوائے ابلیس کے جہاں میں، سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں

قارئین کی آراء کا منتظر
خادم العلماء، سگ درگاہِ مفتیٔ اعظم
نسیم احمد صدیقی نوری

حواشی ومراجع

۱......مجموعۃ الاحادیث القدسیہ

۲......شیخ محی الدین ابن عربی علیہ الرحمۃ: تفسیر جلداول صفحہ۲

۳......محمد نصراللہ خاں، شیخ الحدیث والتفسیر: عید میلادالنبی کا مقدمہ صفحہ۶

۴......امام احمد رضا مجدد بریلوی علیہ الرحمۃ: حدائق بخشش حصہ اول، صفحہ۱۱۱

۵......امام ابوعیسیٰ ترمذی علیہ الرحمۃ: جامع الترمذی جلد دوم صفحہ۶۶۰۔۶۶۷

امام محمد بن عبداللہ تبریزی علیہ الرحمۃ: مشکوٰۃ شریف باب فضائل النبی ﷺ

۶......القرآن: پارہ۳، سورۃ آلِ عمران، آیت۸۱

۷......منظور احمد فیضی، مفتی وشیخ الحدیث مدظلہٗ: ضیائے میلادالنبی ﷺ، صفحہ۱۷۔۱۸

۸......رجوع کیجئے، راقم کی تالیف: میلادالنبی اجالے اور حوالے

۹......محمود آلوسی بغدادی، شیخ المفسرین علیہ الرحمۃ: تفسیر روح المعانی، جلد۱۴، جز۲۷، صفحہ۲۲ (بیروت)

تفسیر ابی السعود جلد۲، صفحہ۱۳۰

ابن عربی، شیخ محی الدین علیہ الرحمہ: فتوحات مکیہؔ، باب۱۹۸، صفحہ۴۳

۱۰......روح المعانی، جلد۱۴، جز۲۷، صفحہ۲۵ / سید نورالدین سمہودی علیہ الرحمۃ: انوار السُنّیہ

۱۱......امام عجلونی علیہ الرحمۃ: کشف الخفاء، جلد۲، صفحہ۱۷۳

۱۲......فتوحات مکیہ، باب۱۹۸، صفحہ۴۳

۱۳......کشب الخفاء، جلد۲، صفحہ۱۷۳

۱۴......المرجع السابق

۱۵......جامع المعجز ات، صفحہ۳

۱۶......امام عبدالرزاق صنعانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ، امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہٗ کے استاذِ محترم اور امام بخاری کے دادا استاد ہیں۔

۱۷......امام قسطلانی علیہ الرحمۃ: مواہب اللدنیہ شریف، جلداول، صفحہ۹

امام احمد بن عبدالباقی علیہ الرحمۃ: زرقانی علی المواہب، جلداول، صفحہ۴۶

امام عبدالغنی نابلوسی علیہ الرحمۃ: الحدیقۃ الندیہ،

امام ابوبکر احمد بیہقی علیہ الرحمۃ: دلال النبوت،

امام محمد المہدی الفاسی علیہ الرحمۃ: مطالع المسر ات شرح دلائل الخیرات

امام ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ: فتاویٰ حدیثیہ

امام علی برہان الدین علیہ الرحمۃ: سیرت الحلبیہ، جلداول، صفحہ۵۰

۱۸......حضرت اکبر وارثی علیہ الرحمۃ: اصلی میلاد اکبر، صفحہ۲۳

۱۹......امام عبدالرحمٰن بن جوزی علیہ الرحمۃ: المیلادالنبوی صفحہ۲۲

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ: مدارج النبوت جلد دوم، صفحہ۲۔۱

۲۰......امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ: جامع الصغیر، جلد دوم، صفحہ۴۰۰

۲۱......امام ابوعیسیٰ ترمذی علیہ الرحمۃ: جامع الترمذی / امام محمد بن عبداللہ تبریزی علیہ الرحمۃ: مشکوٰۃ المصابیح

امام سیوطی علیہ الرحمۃ: جامع الصغیر جلد دوم، صفحہ۴۰۰ / امام قسطلانی علیہ الرحمۃ: مواہب اللدنیہ جلداول۔صفحہ۸۸

۲۲......امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ: مسند امام احمد / امام حاکم نیشاپوری علیہ الرحمۃ: المستدرک، جلد دوم، صفحہ۶۰۰

امام محمد بن عبداللہ تبریزی علیہ الرحمۃ: مشکوٰۃ / امام بیہقی علیہ الرحمۃ: دلائل النبوت جلداول، صفحہ۸۳

۲۳......شاہ عبدالرحیم قادری علیہ الرحمۃ: شمامۃ العنبر من المولد خیر البشر، صفحہ۱۰

۲۴......امام علی حلبی علیہ الرحمۃ: سیرت حلبیہ، جلداول صفحہ۴۹

۲۵......المرجع السابق

۲۶......شیخ محمد واعظ الرہاوی علیہ الرحمۃ: جامع المعجز ات، صفحہ۳۔۴

۲۷......امام احمد رضا علیہ الرحمۃ: حدائق بخشش، حصہ دوم، صفحہ۷۸

۲۸......امام بخاری علیہ الرحمۃ: صحیح البخاری، جلد دوم، صفحہ۲۴۹۔۲۸۳

۲۹......القرآن: پارہ۳۰، سورۃ اخلاص، آیات۴۔۳

۳۰......امام مسلم علیہ الرحمۃ: صحیح مسلم شریف/ خطیب تبریزی علیہ الرحمۃ: مشکوٰۃ، صفحہ۱۷۹

۳۱......حضرت منور بدایونی علیہ الرحمۃ

۳۲......شبلی نعمانی: سیرت النبی، جلداول/ نیز اسی طرح اکثر غیر مقلدین، ندوی علماء اور مکتب فکر دیوبند کے علماء بھی بارہ ربیع الاول شریف سے اختلاف رکھتے ہیں۔ علم فلکیات کے مصری نژاد ماہر محمد پاشا نے بھی اختلاف کیا ہے۔

۳۳......امام ابن کثیر علیہ الرحمۃ: المیلادالنبی، صفحہ۱۹۹

۳۴......امام ابن جوزی علیہ الرحمۃ: الوفا، مترجم اردو، صفحہ۱۱۷

۳۵......سیرت ابن ہشام: جلداول، صفحہ۱۵۳

۳۶......ابن جوزی علیہ الرحمۃ: میلادالنبوی، صفحہ۵۰

۳۷......امام نبہانی علیہ الرحمۃ: انوار محمدیہ، صفحہ۲۷

۳۸......ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ: نعمۃ الکبریٰ، صفحہ۳۹

۳۹......فتاویٰ ابن تیمیہ، جلد۲۱

۴۰......نقوش اقبال نمبر، ستمبر ۱۹۷۷ء، صفحہ۴۹۳

۴۱......علامہ مفتی اقتدار خاں نعیمی: فتاویٰ نعیمیہ، جلد۳، صفحہ۱۵

۴۲......عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز: فتاویٰ علماء البلد الحرام

۴۳......القرآن: پار۶، سورۂ مائدہ، آیت۱۱۴

۴۴......ایضاً

۴۵......شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ: الفوز الکبیر

۴۶......القرآن: سورۂ یونس، آیت۵۸

۴۷......امام صاوی علیہ الرحمہ: تفسیر صاوی علی الجلالین، جلداول، صفحہ۱۲۴

۴۸......القرآن: سورۃ الانبیاء، آیت۱۰۷

۴۹......فتویٰ نعیمیہ، جلد سوم

۵۰......القرآن:

۵۱......فتاویٰ نعیمیہ، جلد سوم

۵۲......القرآن: پارہ۲۸، سورۃ الصّف، آیت۶

۵۳......انجیل برنباس

۵۴......فتاویٰ نعیمیہ، جلد سوم

۵۵......امام احمد رضا مجدد بریلوی علیہ الرحمۃ: اقامۃ القیامہ، صفحہ۲۸

۵۶......مشکوۃ، صفحہ۵۱۳

۵۷......ابن کثیر علیہ الرحمۃ: میلاد رسول، صفحہ۳۰۔۲۹

۵۸......فتاویٰ نعیمیہ، جلد سوم

۵۹......مشکوٰۃ، صفحہ۵۱۲

۶۰......فتاویٰ نعیمیہ، جلد سوم

۶۱......القرآن: پارہ۱۷، سورۃ الانبیاء، آیت۵

۶۲......امام رازی علیہ الرحمۃ، تفسیر کبیر/ تفسیر روح المعانی

۶۳......فتاویٰ نعیمیہ جلد سوم

۶۴......مسلم شریف، جلد دوم، صفحہ۴۱۹

۶۵......دائرہ معارف اسلامیہ / پیر محمد کرم شاہ الازہری علیہ الرحمہ: ضیاء النبی، جلداول

۶۶......امام نبہانی علیہ الرحمۃ: انوار محمدیہ، صفحہ۳۳ / امام برہان الدین علیہ الرحمۃ: سیرت حلبیہ، جلداول، صفحہ۱۰۹

۶۷......امام ابن سعد علیہ الرحمۃ: طبقات ابن سعد، جلداول صفحہ۱۰۲ / سیرت حلبیہ، جلداول، صفحہ۹۱

سیرت ابن ہشام، جلداول صفحہ۱۱۱ / زرقانی علی المواہب، جلداول، صفحہ۱۰۵ / دلائل النبوت، جلداول، صفحہ۸۴

۶۸......جلالین مع جمل، جلد۴، صفحہ۲۲۷

۶۹......امام علاؤالدین خازن علیہ الرحمۃ: تفسیر خازن، جلد۶، صفحہ۲۵۹

۷۰......تفسیر روح المعانی، جلد۱۴، جزء۲۷، صفحہ۴۴

۷۱......تفسیر نسفی، جلد دوم، صفحہ۱۲۰

۷۲......امام اسماعیل حقی علیہ الرحمۃ: تفسیر روح البیان، جلد۳، صفحہ۲۹۹

۷۳......المرجع السابق، صفحہ۴۰۰

۷۴......تفسیر روح المعانی، جلد۴

۷۵......القرآن: پارہ۲۲، سورۃ الاحزاب

۷۶......مشکوٰۃ، صفحہ۳۴۴۔۴۰۷

۷۷......ایضاً، صفحہ۴۰۳

۷۸......ایضاً، صفحہ۱۶

۷۹......امام ابن جریر طبری علیہ الرحمۃ: تاریخ طبری، جلداول

۸۰......مسلم شریف / مشکوٰۃ صفحہ۱۷۹

۸۱......متفق علیہ: بخاری ومسلم

۸۲......فتاویٰ نعیمیہ، جلد سوم

۸۳......روزنامہ جنگ کراچی، اشاعت یکم ربیع الاول ۱۴۰۲ھ/ ۲۹ دسمبر ۱۹۸۱ء

۸۴......مولد رسول، صفحہ ۱۳
۸۵......سیرت حلبیہ
۸۶......ایضاً
۸۷......پیر کرم شاہ الازہری علیہ الرحمۃ: ضیا النبی
۸۸......سبل الہدیٰ والرشاد
۸۹......زرقانی علی المواہب، جلد اول
۹۰......ایضاً
۹۱......ایضاً
۹۲......امام بخاری علیہ الرحمۃ: بخاری شریف، جلد دوم
۹۳......متفق علیہ: بخاری و مسلم
۹۴......تاریخ ادب عربی، صفحہ ۲۲۴
۹۵......امام قرطبی علیہ الرحمۃ: الجامع الاحکام، جلد ۱۳، صفحہ ۱۴۸
۹۶......المرجع السابق، صفحہ ۱۵۱
۹۷......مدارج النبوت، جلد اول
۹۸......امام ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ: النعمۃ الکبریٰ، مطبوعہ ترکی، صفحہ ۷
۹۹......ایضاً
۱۰۰......ایضاً
۱۰۱......ایضاً
۱۰۲......مسلم شریف
۱۰۳......جامع الترمذی
۱۰۴......رحلۃ ابن جبیر، صفحہ ۱۲۶
۱۰۵......ایضاً
۱۰۶......الجامع اللطیف، صفحہ ۲۰۱
۱۰۷......فی رحاب بیت الحرام، صفحہ ۲۶۲
۱۰۸......العلام باعلام بیت اللہ الحرام، مطبوعہ مکّہ مکرمہ، صفحہ ۳۵۵

۱۰۹......الجامع اللطیف فی فضل مکہ واھلہا و بناء البیت الشریف، جلد دوم، صفحہ ۲۰۱
۱۱۰......اعلام العلماء، صفحہ ۱۵۴
۱۱۱......رحلۃ ابن بطوطہ، اول، صفحہ ۹۲
۱۱۲......العلام باعلام بیت اللہ الحرام، مطبوعہ مکّہ مکرمہ، صفحہ ۱۹۶
۱۱۳......الجامع اللطیف، جلد دوم، صفحہ ۲۰۱
۱۱۴......المیلاد النبوی، صفحہ ۵۸
۱۱۵......النعمۃ الکبریٰ، صفحہ ۸
۱۱۶......سراج منیر، صفحہ ۴۷
۱۱۷......النعمۃ الکبریٰ، صفحہ ۸
۱۱۸......ایضاً
۱۱۹......ایضاً
۱۲۰......ایضاً
۱۲۱......ایضاً، صفحہ ۱۰
۱۲۲......ایضاً
۱۲۳......مکاشفۃ القلوب، صفحہ ۱۲۷
۱۲۴......عرف التاریخ بالمولد الشریف
۱۲۵......ملا علی قاری علیہ الرحمۃ: موردِ الروی فی مولد النبی
۱۲۶......نعمۃ الکبری، صفحہ ۱۱
۱۲۷......تذکرۂ میلاد الرسول، صفحہ ۱۴
۱۲۸......موردِ الروی فی مولد النبی
۱۲۹......مولد الرسول، صفحہ ۱۷
۱۳۰......تاریخ ابن خلکان
۱۳۱......مولد النبوی
۱۳۲......حسن المقصد فی عمل المولد
۱۳۳......مواہب اللدّنیہ، جلد اول

۱۳۴......موردِ الروی فی مولد النبی
۱۳۵......مکتوباتِ امام ربانی، جلد سوم، صفحہ ۲۷
۱۳۶......درِّ ثمین فی مبشرات النبی الامین
۱۳۷......فیوض الحرمین
۱۳۸......علامہ عبدالسمیع رام پوری علیہ الرحمۃ: انوار ساطعہ، صفحہ ۱۳۵
۱۳۹......ایضاً صفحہ ۲۴۸ تا ۲۶۷
۱۴۰......فیصلہ ہفت مسئلہ، صفحہ ۳ تا ۵
۱۴۱......انوار ساطعہ، صفحہ ۲۶۵۔۲۶۶
۱۴۲......مہر منیر، صفحہ ۴۶۵
۱۴۳......الدرالمنظم فی مولد النبی الاعظم
۱۴۴......اثبات المولد والقیام، مطبوعہ ترکی
۱۴۵......انوار ساطعہ، مسئلہ قیام وسلام، صفحہ ۶۴
۱۴۶......انوار ساطعہ، صفحہ ۱۴۰
۱۴۷......تقریظ بر تالیف انوار ساطعہ، صفحہ ۲۷۷۔۲۷۸
۱۴۸......انوار ساطعہ، صفحہ ۱۴۱
۱۴۹......قواعد وضوابط جمعیت الاحناف
۱۵۰......سید صابر حسین شاہ بخاری: بارگاہِ رسالت مآب میں قائداعظم، صفحات ۵۳۔۵۴۔۵۵
۱۵۱......ایضاً، صفحہ ۵۹
۱۵۲......ایضاً صفحہ ۶۰
۱۵۳......اپیل برائے شرکت کا پمفلٹ، مطبوعہ ۱۹۳۳ء، بحوالہ ''ماہنامہ سبیل ہدایت لاہور'' صفحہ ۱۶
۱۵۴......روزنامہ القبلہ مکہ مکرمہ، صفحہ ۲۱ تا ۲۳، ماہنامہ طریقت لاہور مارچ ۱۹۱۷ء
۱۵۵......ماہنامہ ضیائے حرم، مضمون ''میلاد النبی بلادِ اسلامیہ میں'' صفحہ ۲۸۱
۱۵۶......مرقع حجاز مطبوعہ آگرہ ۱۹۳۵ء صفحہ ۲۰۴
۱۵۷......البدایہ والنہایہ جلد ۱۲، صفحہ ۲۷۷/ سیارہ ڈائجسٹ کا رسول نمبر، ۱۹۷۳ء، جلد دوم، صفحہ ۴۵۵
۱۵۸......اثبات مولد والقیام/ انوار ساطعہ، صفحہ ۲۶۳

۱۵۹......رپورٹ: ماہنامہ ''سوئے حجاز لاہور، نومبر ۱۹۹۸ء'' صفحہ ۴۱۔۴۲
۱۶۰......بیان: استاذ جامعۃ الازہر، شیخ حازم محمد احمد عبدالرحیم محفوظ ''ماہنامہ سوئے حجاز، ستمبر ۱۹۹۸ء، صفحہ ۱۹''
۱۶۱......محمد الرسول اللہ، صفحہ ۳۴۔۳۵
۱۶۲......حسن البنہ شہید کی ڈائری، مترجم خلیل احمد حامدی، صفحہ ۱۹۶۔۱۹۷
۱۶۳......دی مسلم ڈائجسٹ، ڈربن، ۱۹۴۴ء، صفحہ ۱۷۶۔ بحوالہ ''اردو میں میلاد النبی'' صفحہ ۸۲۱
۱۶۴......المیلاد النبوی، مترجم مفتی غلام معین الدین نعیمی علیہ الرحمۃ: صفحہ ۳۴۔۳۵
۱۶۵......محمد الرسول اللہ، صفحہ ۳۳۔۳۴
۱۶۶.....ہفت روزہ ''احوال'' کراچی۔ نومبر ۱۹۸۹ء / ''ضیائے حرم'' عید میلاد النبی نمبر، دسمبر ۱۹۸۹ء صفحہ ۲۸۵
۱۶۷......ماہنامہ ''فیض الرسول'' براؤن شریف، یو۔ پی۔ دسمبر ۱۹۸۹ء، صفحہ ۲۱
۱۶۸......روزنامہ جنگ کراچی، مڈویک میگزین
۱۶۹......ماہنامہ ''ادبی دنیا'' لاہور، ۱۹۴۰ء، صفحہ ۱۷۲/ ''اردو میں میلاد النبی'' صفحہ ۸۲۵
۱۷۰......دکنی کلچر، صفحہ ۳۵۸۔۳۵۹
۱۷۱......اردو میں عید میلاد النبی، صفحہ ۸۲۶
۱۷۲......ایضاً صفحہ ۸۲۷، نواب بہادر یار جنگ اور دیگر علماء کے خطبات
۱۷۳......دکنی کلچر، صفحہ ۳۶۰ تا ۳۶۲
۱۷۴......اردو میں عید میلاد النبی، صفحہ ۸۲۷
۱۷۵......روزنامہ ''کوہستان'' لاہور، عید میلاد النبی ایڈیشن، ۲۲ جولائی ۱۹۶۴ء
۱۷۶......سید ممتاز علی: سبیل الرشاد، صفحہ ۶۸۔۶۹
۱۷۷......سیارہ ڈائجسٹ لاہور، رسول نمبر جلد دوم، صفحہ ۴۵۹، ۴۶۰
۱۷۸......ماہنامہ ''شمس الاسلام'' بھیرہ، جنوری، فروری ۱۹۸۱ء، صفحہ ۲۱۔۲۲ (مضمون عید میلاد النبی ﷺ، خلیق امرتسری)
۱۷۹......روزنامہ ''امروز'' لاہور، عید میلاد النبی ایڈیشن، ۲ جولائی ۱۹۶۶ء
۱۸۰......''اقبال ری ویو'' جولائی ۱۹۷۸ء، صفحہ ۸۲، ۸۳
۱۸۱.....ہفت روزہ اخبار ''ایمان'' لاہور، ۴ تا ۱۱ مئی، ۱۹۳۵ء، صفحہ ۶
۱۸۲......سید نور محمد قادری: میلاد شریف اور علامہ اقبال، صفحہ ۶ تا ۹
۱۸۳......''اسلام ٹائمز'' برطانیہ، دسمبر ۱۹۸۷ء، صفحہ ۱۶